ترجمہ
شرح الرسالۃ فی بیان الکبائر والصغائر من الذنوب

بنام

گُناہ کی اَقسام اور اُن کے اَحکام

تالیف

الشیخ المحقق إبراهيم بن نجيم المصري الحنفي

(المتوفی ۹۷۰ھ)

شرح

الشیخ أحمد بن إبراهيم بن نجيم المصري الحنفي

ترجمہ و تحشیہ

حامد علی علیمی

(فاضل جامعہ علیمیہ و ریسرچ اسکالر جامعہ کراچی)

جمعیت اِشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

نام کتاب: شَرْحُ الرِّسَالَةِ فِي بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ مِنَ الذُّنُوبِ

مؤلف: شیخ محقق زین الدین بن ابرہیم بن نجیم مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

شارح: شیخ احمد بن زین الدین بن ابراہیم بن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحشیہ: ڈاکٹر حامد علی علیمی

تقدیم: مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی (دامت فیوضاتہ العالیۃ)

سنِ اشاعت: جمادی الاُخری-رجب المرجب ۱۴۳۵ھ / مئی ۲۰۱۴ء

سلسلۂ اشاعت: ۲۴۱

تعدادِ اشاعت: ۳۰۰۰

ناشر: جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

فون: +922132439799

خوشخبری: یہ کتاب اس ویب سائٹ پر بھی ہے:

www.ishaateislam.net

ترجمہ

شَرحُ الرِّسَالَةِ فِي بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ مِنَ الذُّنُوبِ

بنام

گناہ کی اَقسام اور اُن کے اَحکام

تالیف

الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن نجيم المصري الحنفي رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی ۹۷۰ھ)

شرح

الشيخ أحمد بن زين الدين بن ابراهيم بن نجيم المصري الحنفي رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتحشیہ

ڈاکٹر حامد علی علیمی

(فاضل جامعہ علیمیہ وریسرچ اسکالر جامعہ کراچی)

ناشر

جمعیت اِشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 922132439799+

فہرستِ مضامین

تقدیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

أَمَّا بَعْدُ:

گناہِ صغیرہ و کبیرہ اور اِن سے متعلق احکام کے بارے میں ائمۂ ثلاثہ امام مالک بن انس، امام محمد بن ادریس شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کے مقلدین نے کئی ایک کُتب ورسائل لکھے ہیں، علماءِ احناف نے بھی اس بارے میں لکھا ہے، تاہم وہ زیادہ تر مذکورہ ائمہ کے مقلدین کے حوالے سے ہی انہیں ذکر کرتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ ائمۂ احناف کے حوالے سے مستقل کچھ ایسا لکھا جائے جس میں اُن کے اُصول وضوابط کے مطابق گناہِ کبیرہ وصغیرہ کا بیان ہو۔

"رسائلِ ابن نجیم الاقتصادیہ" میں مستقل ایک رسالہ اسی عنوان کے تحت تھا، چنانچہ اسی کے ترجمے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مولانا حامد علی علیمی سے مشورہ کیا، انہوں نے ترجمہ کی حامی بھری اور الحمد للہ یہ ترجمہ مکمل ہوا۔ جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان اپنے کے مفت سلسلۂ اشاعت کے تحت اسے "۲۴۱" نمبر پر شائع کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ جمعیت کے تمام اراکین اور مترجم کو اپنے فضل و کرم سے دونوں جہاں کی بھلائیاں عطا کرے، ہم سب کو مل کر اسی طرح خوب دینِ متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

محمّد عطاء اللہ نعیمی

(خادم دار الافتاء، جامعۃ النور، کراچی)

انتساب

اِس کاوش کو اُس عظیم ہستی کے نام کرتا ہوں، جس نے صرف بتیس یا تنتیس سال کی عمر میں دو سو سے زائد علوم وفنون میں مہارتِ تامہ حاصل کی اور اِن میں اپنے رشحاتِ قلم یادگار چھوڑے، یعنی: "**علامہ عبد العزیز بن احمد پرہاروی ملتانی** رحمۃ اللہ علیہ" جن کی کتب یورپ کی جامعات کے نصاب میں شامل ہیں، جن کی کُتب تحقیق و تبییض کے لیے آج بھی مردانِ قلندر کو دعوت دی رہی ہیں۔ خدا کرے کوئی اس کام کا بیڑا اُٹھائے اور یہ شہ پارے دنیا کے سامنے لائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَلَا تُحْرِمْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
عَنْ زِيَارَةِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ بِجَاهِ الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ
عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيْمِ آمین۔

حامد علی علیمی، کراچی

مؤلف کا تعارف ایک نظر میں

نام ونسب:

زین الدین (یازین العابدین) بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن ابی بکر معروف بہ ابنِ نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ۔

ولادت:

آپ کی ولادت ۹۲۶ ہجری(۱۵۲۰ء) میں مصر میں ہوئی۔ اس وقت مصر میں عثمانیوں کی خلافت آچکی تھی۔

تعلیم وتربیت:

دیگر بچوں کی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مدرسہ میں حفظِ قرآن اور علومِ عربیہ کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے داخلہ لیا۔ خداداد صلاحیت اور ذہانت کی وجہ سے اپنے ہم سبق ساتھیوں میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ اساتذۂ کرام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہِ حنفی اور اس کے اُصول کی معرفت میں ذہانت واجتہاد کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور انہیں مزید نکھارا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف کی تعلیم بھی دی۔ جوانی کے آغاز میں ہی مشائخ کرام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تدریس وافتاء کی اجازات عطا کر دی تھیں۔

اساتذہ:

ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ نے جن ماہر اساتذہ کے زیرِ سایہ تربیت پائی ان میں سے چند کے اسماءِ گرامی یہ ہیں: شیخ امین الدین محمد بن عبد العال حنفی، صاحبِ فتح القدیر کے شاگرد علامہ شیخ قاسم بن قطلوبغا، شیخ ابو الفیض برہان کرکی سلمی، شیخ شرف الدین بلقینی اور شیخ شہاب الدین شلبی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

تلامذہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک عالم نے فیض پایا، ان فیض یافتہ گان میں سے چند مشہور ومعروف اہلِ علم کے اسماء گرامی لکھے جاتے ہیں: آپ کے بھائی عمر بن نجیم مصری صاحبِ النہر الفائق شرح کنز الدقائق، محمد العلمی سبط ابن ابی شریف مقدسی اور محمد غزی تمرتاشی صاحب تنویر الابصار، رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ۔

کُتب وتصانیف:

درس وتدریس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی کُتب وتصانیف بھی یادگار چھوڑی ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی کُتب کو قبولِ عام بخشا اور علماءِ احناف آج تک ان سے استفادہ کر رہے ہیں، ان میں چند کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ **"البحر الرائق فی شرح کنز الدقائق"**: یہ کنز الدقائق کی معروف ومعتبر شروحات میں سے ہے، حضرت نے کتاب الاجارۃ تک شرح لکھی تھی کہ داعیِ اجل کی طرف سے بلاوا آگیا، اس کے بعد علامہ طوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بقیہ شرح تکملہ کے طور پر لکھی۔ یہ مطبوع اور علماء میں متداول ہے۔

۲۔ **"الاشباہ والنظائر"**: یہ فقہِ حنفی کے اُصول وقواعد پر ایک معرکۃ الآراء کتاب ہے، کہا جاتا ہے کہ محقق بحر نے یہ کتاب علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاشباہ والنظائر (فقہ شافعی) سے متأثر ہو کر لکھی تھی۔ اس کتاب کو بھی عظیم الشان شہرت ملی کہ آج تک مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ علماء نے اس کی کئی شروحات لکھی ہیں، جن میں مشہور علامہ احمد حموی رحمۃ اللہ علیہ کی "غمز عیون البصائر" ہے، یہ بھی مطبوع ہے۔

۳۔ "فتح الغفار بشرح المنار": امام نسفی کی کتاب کی عمدہ شرح ہے، اس کو "مشکاۃ الانوار فی اصول المنار" بھی کہا جاتا ہے، یہ بھی مطبوع ہے۔

۴۔ الفتاویٰ الزینیۃ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مجموعہ ہائے فتاویٰ، یہ بھی مطبوع ہے۔

۵۔ "الرسائل الزینیۃ فی مذہب الحنفیۃ": یہ "رسائلِ ابن نجیم" کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں، یہ بھی طبع ہو چکے ہیں۔ اس میں مختلف الموضوعات اکتالیس علمی و تحقیقی رسائل ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں:

١۔ الخير الباقي في جواز الوضوء من الفساقي

٢۔ في ذكر الأفعال التي تُفعل في الصلاة على وجه الفروض على قواعد المذاهب الأربعة

٣۔ القول النقي في الرد على المفتري الشقي

٤۔ المسألة الخاصة في مسألة الوكالة العامة

٥۔ رفع الغشا عن وقتي العصر والعشا

٦۔ التحفة المرضية في الأراضي المصرية

٧۔ في الطلاق المعلق هل هو رجعي أو بائن

٨۔ في طلب اليمين بعد حكم المالكي والإبراء العام

٩۔ تحرير المقال في مسألة الاستبدال

١٠۔ فيما ضبطه أهل النقل في خبر الفصل

١١۔ في بيان الرشوة وأقسامها للقاضي وغيره

١٢۔ في الكنائس المصرية

١٣ـ في إقامة القاضي التعزير على المفسد

١٤ـ في دخول أولاد البنات تحت لفظ "الولد" و"الأولاد"

١٥ـ في بيان ما يسقط من الحقوق بالإسقاط وما لا يسقط

١٦ـ في حكم الإقطاعات الديوانية

١٧ـ من يتولى الحكم بعد موت الباشاه

١٨ـ في السفينة إذا غرقت أو انكسرت هل يضمن أو لا؟

١٩ـ في وقف ملك الأمراء خاير بك

٢٠ـ في مكاتيب الأوقاف وبطلانها

٢١ـ في وقف الغوري في المشيخة

٢٢ـ في صورة وقفية اختلفت الأجوبة فيها

٢٣ـ الرسالة التي استقر عليها الحال ثانياً

٢٤ـ في نكاح الفضولي هل هو صحيح أم لا؟

٢٥ـ في شراء جارية تركية، وفي ما يقبل فيه الشهادة حسبة

٢٦ـ في متروك التسمية عمداً

٢٧ـ في تعليق طلاق المرأتين بتطليق الأخرى

٢٨ـ في مدرس حنفي وطلبته

٢٩ـ في صورة دعوى الاستبدال

٣٠ـ صورة دعوى فسخ الإجارة الطويلة

٣١ـ الحكم بالموجب أو بالصحة

٣٢ـ في صورة بيع الوقف لا على وجه الاستبدال

۳۳۔ في بيان الكبائر والصغائر من الذنوب:
اس کی جامع شرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے شیخ احمد بن زین الدین مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کے لیے لکھی، جو بیروت لبنان سے شائع ہو چکی ہے، ہم نے حواشی وغیرہ کے لیے اکثر اس شرح سے استفادہ کیا ہے۔

۳٤۔ في الاستصحاب وما تفرع عليه من المسائل الفقهية

۳٥۔ في النذر بالتصدّق

۳٦۔ في الحكم بلا تقدم دعوى وخصومة

۳۷۔ ما يبطل دعوى المدّعي من قول أو فعل

۳۸۔ في مسألة الجبايات والراتبات والمعشرات الديوانية

۳۹۔ في الدعاوي المرتّبة على أبواب الفقه

٤٠۔ في حدود الفقه

٤۱۔ فيما يسقط من الحقوق بالإسقاط وفيما لا يسقط

تنبیہ:

رسالہ نمبر پندرہ اور اکتالیس کا عنوان ایک ہی ہے، لیکن مرتب نے انہیں الگ الگ شمار کیا ہے، دراصل یہ ایک ہی رسالہ ہے جس کے مسائل دو متفرق حصوں میں تھے، جیسا کہ مراجعت سے معلوم ہوتا ہے، لہٰذا مرتب نے دونوں کو الگ الگ مستقل رسالہ شمار کیا اور فہارس میں بھی الگ شمار کیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

وفات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۹۷۰ھ ہجری میں ہوا۔

عرضِ مترجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْأَرْضِيْنَ وَالسَّمٰوٰتِ غَافِرِ الذُّنُوْبِ وَالْمَعَاصِي وَاللَّمَمِ وَالسَّيِّئَاتِ
رَافِعِ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالدَّرَجَاتِ وَمُبَدِّلِ سَيِّئَاتِ التَّوَّابِيْنَ حَسَنَاتٍ
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُبَلِّغِ الرِّسَالَاتِ
قَاسِمِ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالَى مِنَ الْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ وَالْجَنَّاتِ
وَعَلَى آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَذُرِّيَّاتِهِ الطَّاهِرَاتِ
وَصَحْبِهِ ذَوِي الْفَضْلِ وَالْكَرَامَاتِ.

أَمَّا بَعْدُ:

گُناہ کی تعریف:

قرآن وسنت میں "گُناہ" کو معصیت، ذنب، سیئت اور لَمَم وغیرہ کلمات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آسان الفاظ میں یہ تعریف کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کو "گُناہ" کہتے ہیں۔ نافرمانی کرنے کا مطلب صرف یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم پر عمل نہ کیا جائے، بلکہ اگر کسی حکم پر عمل کرتے ہوئے اس میں بے جا کمی یا زیادتی کی جائے، جب بھی "نافرمانی" ہی قرار دیا جائے گا اور یہ عمل "گناہ" ٹھہرے گا۔

گُناہ کی اقسام:

علماءِ کرام نے قرآن وسنت کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "گُناہ" دو قسم کے ہیں:

۱۔ کبیرہ یعنی: بڑے گناہ۔ ۲۔ صغیرہ یعنی: چھوٹے گناہ۔ پھر ان دو اقسام کا تعلق یا تو حقوق اللہ سے ہو گا یا حقوق العباد سے۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن پر شریعت میں سزا

مقرر ہے اور کچھ ایسے ہیں، جن پر سزا مقرر نہیں، چنانچہ گُناہ بحیثیتِ گناہ کہ جس پر حدِ شرعی لازم ہوتی ہے، جیسے ہاتھ کاٹنا، قصاص لینا، کوڑے مارنا وغیرہ، یا تعزیر لازم ہوتی ہے، تین قسم کے ہیں:

۱۔ ایک ہلکے کہ "حد" یعنی مثلِ رجم، کوڑے مارنا اور قصاص وغیرہ کی حد تک نہ پہنچے، جیسے کسی شخص کا اَجنبیہ عورت سے بوس وکنار کرنا وغیرہ، اس قسم کے گناہوں پر حد مقرر نہیں ہو گی کہ یہ حد اِن گناہوں کی مقدار سے زیادہ ہے اور مولیٰ عزّوجل اس سے پاک ہے کہ کسی مُجرم کو اُس کی حدِ جرم سے زیادہ سزا دے، ہاں ایسے گناہوں پر "تعزیر" ہے۔

۲۔ دوسرے وہ اَخبث درجے کے گناہ ہیں کہ "حد" کی حد سے گزرے ہوئے ہیں، مثلاً جیسے معاذ اللہ اپنی سگی بہن یا ماں سے جان بوجھ کر نکاح اور صحبت کرنا۔ اِن پر بھی حد نہیں رکھی جاتی، اس لیے کہ حد تو کیے گئے گناہ سے پاک کر دینے کے لیے ہوتی ہے اور مذکورہ خبیث گناہ اس حد سے پاک نہیں ہوتا۔

۳۔ تیسرے متوسّط درجے کے گناہ ہیں، اِن پر شریعت مطہرہ میں حُدود نافذ ہوتی ہیں۔ اس کی مثال پیشاب اور شراب سے سمجھیے کہ پیشاب، شراب سے خبیث تر ہے، کیونکہ کبھی شریعتِ مطہرہ میں اِس کی ایک بوند بھی حلال یا طاہر نہ ٹھہر سکی، یہی وجہ ہے کہ شراب پینے پر حد ہے اور پیشاب پینے پر حد نہیں، یونہی مثلاً اَجنبیہ عورت سے زنا کرنے پر حد ہے اور اپنی محارم سے نکاح پر نہیں کیونکہ یہ وہ خبیث کام ہے، جسے حد سنبھال نہیں سکتی[1]۔

---

[1] ملخصًا از "فتاویٰ رضویہ"، ج۱۳، ص۶۲۵۔

تعزیر کی تعریف:

کسی گناہ پر تادیب کی غرض سے جو سزا دی جاتی ہے اُس کو "تعزیر" کہتے ہیں، شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس کے لیے کوئی مقدار معیّن نہیں فرمائی ہے، بلکہ اِس سزا کو قاضیِ وقت یا بادشاہِ اسلام کی رائے پر چھوڑ دیا ہے، لہٰذا جیسا موقع ہو قاضی اُس کے مطابق عمل کرے۔ تعزیر کا اختیار صرف مذکورہ افراد ہی کو نہیں بلکہ شوہر اپنی بیوی کو، آقا اپنے غلام کو، ماں باپ اپنی اولاد کو اور اُستاد اپنے شاگرد کو تعزیر کر سکتا ہے، (رد المحتار وغیرہ)[2]۔

کسی مسلمان کی طرف گناہ کی نسبت کرنا جائز نہیں:

امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَالِی "اِحیاء العلوم شریف" میں فرماتے ہیں: کسی مسلمان کی طرف گناہِ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو"[3]۔

گناہ کب اور کون سا کُفر ہوتا ہے۔۔۔؟

کُفر اور شرک کے علاوہ جس گناہ کی حُرمت ضروریاتِ دین سے ہو گی، حلال جان کر اُس کا ارتکاب کرنے والا "کافر" ہو جائے گا اور اگر اُس گناہ کی حُرمت ضروریاتِ دین سے نہیں، تو مرتکب کافر نہیں ہو گا اگر چہ اُس گناہ کو حلال جانتا ہو، چنانچہ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مذہبِ معتمد و محقّق میں اِستحلال یعنی: کسی گُناہ کے ارتکاب کو حلال سمجھنا بھی علی اِطلاقہ کُفر نہیں ہے، جب تک زنا یا شُربِ خمر یا ترکِ صلوٰۃ کی طرح اُس

---

[2] "بہارِ شریعت"، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء، ج۲، حصہ ۹، ص۴۰۳۔

[3] "فتاویٰ رضویہ"، ج۳۰، ص۲۸۹۔۲۹۱۔

گناہ کی حُرمت ”ضروریاتِ دین“ سے نہ ہو۔ غرض ضروریاتِ دین کے سوا کسی شے کا انکار کُفر نہیں اگرچہ ثابت بالقواطع ہو کہ عند التحقیق آدمی کو اسلام سے خارج نہیں کرتا مگر انکار اُس کا، جس کی تصدیق نے اُسے دائرۂ اسلام میں داخل کیا تھا اور وہ نہیں مگر ضروریاتِ دین، کَمَاحَقَّقَهُ الْعُلَمَآءُ الْمُحَقِّقُوْنَ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْمُتَكَلِّمِيْنَ۔ ولہٰذا خلافتِ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مُنکر مذہب تحقیق میں کافر نہیں، حالانکہ اُس کی حقانیت بالیقین قطعیات سے ثابت ہے۔۔۔ بالجملہ اس قدر پر تو اِجماعِ اہلِ سنّت ہے کہ ارتکابِ کبیرہ کُفر نہیں ہے۔ الخ[۹]۔

گناہِ صغیرہ اور کبیرہ کی تعریف:

علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

”میں نے گناہ کبیرہ کے متعلق ان تمام اقوال اور تعریفات پر غور کیا میرے نزدیک جامع مانع اور منضبط تعریف یہ ہے: جس گناہ کی دنیا میں کوئی سزا ہو یا اس پر آخرت میں وعید شدید ہو یا اس گناہ پر لعنت یا غضب ہو وہ گناہ کبیرہ ہے اور اس کا ماسوا گناہ صغیرہ ہے اور اس سے بھی زیادہ آسان اور واضح تعریف یہ ہے کہ فرض کا ترک اور حرام کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے اور واجب کا ترک اور مکروہ تحریمی کا ارتکاب گناہ صغیرہ ہے نیز کسی گناہ کو معمولی سمجھ کر بے خوفی سے کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے علامہ نووی شافعی اور علامہ بھوتی حنبلی نے جو گناہ کبیرہ اور صغیرہ کی مثالیں دی ہیں ان پر یہ تعریفیں صادق آتی ہیں اس لیے گناہ صغیرہ اور کبیرہ کو سمجھنے کے لیے ان تعریفات کی روشنی میں ان مثالوں کو ایک بار پھر پڑھ

---

[۹] فتاویٰ رضویہ، ج۵، ص۱۰۱۔۱۰۶۔

لیا جائے۔ اس بحث میں یہ نکتہ ملحوظ رہنا چاہیے کہ فرض کے ترک کا عذاب واجب کے ترک کے عذاب سے اور حرام کے ارتکاب کا عذاب مکروہ تحریمی کے ارتکاب کے عذاب سے شدید ہوتا ہے اور اصولیین کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ فرض اور واجب کے ترک کا عذاب ایک جیسا ہوتا ہے اور ان میں صرف ثبوت کے لحاظ سے فرق ہے"[5]۔

مرتکبِ صغیرہ وکبیرہ کا حکم:

سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت اہل اعتدال وتوسط ہیں، نہ خوارج کی طرح مرتکبِ کبیرہ کو اسلام سے خارج کریں اور نہ ہی معتزلہ کی روش پر چلتے ہوئے مرتکب کبیرہ کو حالۃ بین حالتین میں ڈالیں، یعنی نہ اُسے مسلمان سمجھیں اور نہ ہی کافر۔ علماءِ اہلسنت نے وضاحت کی ہے کہ گناہِ صغیرہ اور کبیرہ کا مرتکب مسلمان ہے اور جنت میں جائے گا، خواہ اللہ عزوجل اپنے محض فضل سے اس کی مغفرت فرمادے، یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے بعد، یا اپنے کیے کی کچھ سزا پاکر، اُس کے بعد کبھی جنت سے نہ نکلے گا[6]۔

توبہ سے متعلق:

گناہوں کو مٹانے والی بہت سی چیزیں ہیں، مثلاً: اسلام، ہجرت، حجِ مبرور، توبۂ نصوح، پنج وقتہ، جمعہ اور رمضان کے روزے وغیرہ۔ اگر کوئی کافر توبہ کر کے ایمان لے آئے اور عملِ صالح کرنے لگے، تو اُس کے نہ صرف گذشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں، بلکہ اُس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا جاتا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

---

[5] "تبیان القرآن"، ج۱۱، ص۵۲۱۔۵۲۴۔

[6] ملخصًا از "بہار شریعت"، ج۱، حصہ ۱، ص۱۸۵۔

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا۝ (الفرقان: ۷۰)

ترجمہ: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

گناہوں کی توبہ کب تک مقبول ہے؟

مسلمان اور کافر کے اعتبار سے توبہ کا حکم مختلف ہے، اس لیے کہ مسلمان کی توبہ گناہوں سے ہوتی ہے جبکہ کافر کی کُفر سے۔ لہٰذا ان دونوں کی توبہ اُس وقت تک مقبول ہے جب حالتِ نزع نہ طاری ہو جائے یا سورج مغرب سے نہ نکل آئے۔ ہم اپنے موقف کی تائید میں چند احادیثِ کریمہ ذکر کرتے ہیں، چنانچہ

۱۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”جو انسان غرغرہ سے پہلے توبہ کرے، اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے“۔

یعنی: حالتِ نزع طاری ہونے سے پہلے تک کی گئی توبہ مقبول ہے، چاہے مسلمان کی توبہ گناہوں سے ہو یا کافر و مشرک کی کُفر سے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے، پس جب سورج وہاں سے طلوع ہو گیا تو کسی جان کو اُس کا ایمان لانا نفع نہ دے گا“۔

۳۔ ایک روایت میں ہے: نہ اُس کو نفع دے گا جو اس سے پہلے ایمان لے آیا تھا اور کچھ خیر کا کام نہ کیا“۔

کس کی توبہ مقبول ہے۔۔؟

جو لوگ نادانی میں گناہ کر بیٹھتے ہیں، پھر فوراً ہی ندامت کے ساتھ توبہ کریں، اُن

کی توبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِيۡبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ‌ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا۝ (النساء: ۱۴)

ترجمہ: "وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے، وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی ہی دیر میں توبہ کر لیں، ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے"۔

کس کی توبہ مقبول نہیں۔۔؟

جو لوگ زندگی بھر گناہ کریں، پھر جب حالتِ نزع طاری ہو تو توبہ کرنے لگیں، تو ایسوں کی توبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں اور نہ ہی اُن لوگوں کی توبہ مقبول ہے جو حالتِ کُفر میں مرتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ لَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ‌ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّىۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ وَ لَا الَّذِيۡنَ يَمُوۡتُوۡنَ وَ هُمۡ كُفَّارٌ‌ؕ اُولٰٓئِكَ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا۝ (النساء: ۱۸)

ترجمہ: "اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہے اب میں نے توبہ کی اور نہ اُن کی جو کافر مریں اُن کے لیے ہم نے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے متعلق کُتب و رسائل:

علماءِ اسلام نے قرآن و سنت کی روشنی میں صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے متعلق بہت کچھ لکھا ہے، ہم یہاں ذیل میں چند کُتب و رسائل کا ذکر کرتے ہیں، جو "کشف الظنون"، "اِیضاح المکنون"، "ہدیۃ العارفین"، "الاعلام" اور "معجم المؤلفین" سے مستفاد ہیں:

۱۔ ارشاد الحائر اِلٰی علم الکبائر: یہ شیخ جمال الدین یوسف بن حسن بن احمد بن عبد الہادی متوفیٰ ۸۸۰ھ، کی تحریر ہے۔

۲۔ تذکرۃ اُولی البصائر فی معرکۃ الکبائر: یہ شیخ عبد القادر بن احمد حازم ہیتی رفاعی شافعی متوفیٰ ۱۱۰۰ھ کی تحریر ہے۔

۳۔ تنبیہ الغافلین فی معرفۃ الکبائر والصغائر: یہ شیخ احمد بن ابراہیم بن محمد دمشقی دمیاطی معروف بہ ابن نحاس متوفیٰ ۸۱۴ھ کی تحریر ہے۔

۴۔ تنویر البصائر فی التحذیر عن الکبائر: یہ شیخ عارف باللہ سید محمد بن مصطفیٰ بن احمد حسینی برزنجی شافعی قادری متوفیٰ ۱۲۵۴ھ کی تحریر ہے۔

۵۔ جواھر الذخائر فی شرح الکبائر والصغائر: اسے "فتح الملك القادر بشرح جواھر الذخائر فی الکبائر والصغائر" بھی کہتے ہیں، یہ شیخ رضی الدین محمد بن یوسف بن ابو اللطف مقدسی حنفی متوفیٰ ۱۰۹۸ھ کی تحریر ہے۔

۶۔ الذخائر فی الکبائر والصغائر: یہ شیخ ابو البرکات محمد بن رضی الدین محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ بن بدر دمشقی غزی شافعی متوفیٰ ۹۸۴ھ کی تحریر ہے۔

۷۔ رسالہ الکبائر والصغائر: شیخ قاضی جلال الدین عبد الرحمن بن عمر بلقینی متوفیٰ ۸۲۴ھ کی تحریر ہے۔

۸۔ رسالۃ الکبائر وشرحھا: یہ صوفی شیخ ابو الخیر عبد المجید بن محرد بن ابو البرکات محمد بن عارف مجد الدین سیواسی حنفی متوفیٰ ۱۰۴۹ھ کی تحریر ہے۔

۹۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر: شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن حجر ہیتمی مکی متوفی ۹۷۴ھ کی عمدہ تحریر ہے۔

۱۰۔ شرح الکبائر: یہ صوفی، مفسر شیخ اسماعیل حقی بن شیخ مصطفیٰ حنفی متوفیٰ ۱۱۳۷ھ صاحبِ تفسیرِ ''روح البیان'' کی تحریر ہے۔

۱۱۔ شرح رسالۃ الصغائر والکبائر لابن نجیم مصری: یہ فقیہ ابو اسحاق اسماعیل بن سعید شالنجی کسائی جرجانی حنفی متوفیٰ ۲۴۶ھ کی تحریر ہے۔

۱۲۔ طریقۃ البصائر اِلیٰ حدیقۃ السرائر فی نظم الکبائر: یہ شیخ ابو محمد عبد اللہ بن محمد کردی بیتوشی شافعی متوفیٰ ۱۸۰۶ء کی تحریر ہے۔

۱۳۔ الکبائر الصغائر: یہ شیخ ابو الحسن علی بن حسن بن احمد واسطی صوفی متوفیٰ ۷۳۳ھ کی تحریر ہے۔

۱۴۔ کتاب الصغائر والکبائر: شیخ ابو محمد مکی بن ابو طالب قیسی متوفیٰ ۴۳۷ھ کی ایک جز میں تحریر ہے۔

۱۵۔ کتاب الکبائر: یہ حافظ امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی متوفیٰ ۷۴۸ھ کی تحریر ہے۔

کتاب کا تعارف:

علامہ محقق ابن نجیم مصری علیہ رحمۃ اللہ کی یہ تحریر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ ہائے رسال بنام ''رسائل ابن نجیم الاقتصادیۃ'' دار السلام، مطبوعہ قاہرہ مصر (۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء) میں شامل ہے۔ ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر ۳۳ ہے، جو صفحہ ۳۵۵ سے ۳۷۶ تک ہے۔ گزشتہ رمضان المبارک (۱۴۳۴ھ) کی ایک شب مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی (دامت فیوضاتہ) کا فون آیا، آپ نے دورانِ گفتگو مذکورہ کتاب کا ذکر کیا اور اس میں موجود دو رسائل کا اردو ترجمہ کرنے کی ترغیب دلائی۔ ایک تو یہی گناہوں سے متعلق ہے اور دوسرا رشوت سے متعلق

ہے۔ چنانچہ توکلاً علی اللہ ۸/ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ، بمطابق ۱۸/ جولائی، ۲۰۱۳ء کو ترجمہ کا شروع کیا جو بحمد اللہ تعالیٰ بمع کمپوزنگ ۲۶/ شوال المکرم، ۱۴۳۴ھ، بمطابق ۰۳/ ستمبر، ۲۰۱۳ء مکمل ہوا۔ مطبوعہ نسخے میں کافی اغلاط ہیں، جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان کی لائبریری میں اس کا ایک مخطوط ہے، ترجمہ کرتے وقت اُسے بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ نیز حواشی میں مطبوع کی بعض اغلاط کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

عوام الناس اور طلبۂ کرام کے لیے صرف متنِ کتاب کا ترجمہ کافی نہ تھا، چنانچہ "بہارِ شریعت"، "فتاویٰ رضویہ" اور "جد الممتار علی رد المحتار" وغیرہ کُتبِ جلیلہ سے متن کی وضاحت کے لیے مفید حواشی کا اضافہ شروع کیا، حتی کے محققِ بحر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے کی شرح دستیاب ہوئی، اس سے بھی استفادہ کیا اور اس کی عبارات کا ترجمہ شاملِ متن کر لیا گیا۔ شرح میں گئی مقامات پر اختصار تھا جس میں مسئلہ کی تفصیل کے لیے کُتبِ فقہ کی جانب مراجعت کا کہا گیا ہے۔ ہم نے مذکورہ کُتبِ مستفادہ سے بہر حال تفصیل ضرورتاً حاشیہ میں لکھ دی ہے۔

ترجمہ کرتے وقت جو کام کیے گئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ محققِ بحر علامہ ابراہیم بن نجیم مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف لکھا گیا ہے۔

۲۔ حتیٰ المقدور ترجمہ کو آسان زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ قرآنی آیات کا ترجمہ مشہور ترجمۂ قرآن "کنز الایمان" سے کیا گیا ہے۔

۴۔ حسبِ مناسب عنوانات قائم کر دیے ہیں، تاکہ قاری کی دلچسپی برقرار رہے۔

۵۔ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے کی شرح سے جو انہوں نے اپنے بیٹوں کے لیے لکھی تھی، استفادہ کیا گیا ہے۔

٦۔ مفید حواشی کا اِضافہ کیا گیا ہے۔

٧۔ حواشی میں خصوصاً تصویر اور نماز، مسجد میں گردنیں پھلانگنا اور مسجد میں دنیاوی بات جیسے مسائل سے متعلق تفصیل لکھی گئی ہے۔

٨۔ حواشی میں کبیرہ گناہوں کی تعداد میں مستند کُتب سے اضافہ کیا گیا ہے، نیز گناہِ کبیرہ اور صغیرہ بیان کرتے وقت اُن کی نمبرنگ کر دی گئی ہے۔

٩۔ مقدمہ میں گناہِ کبیرہ اور صغیرہ سے متعلق چند کُتب ورسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

١٠۔ یہ ترجمہ ایک تعارف، انتساب، مقدمہ اور فہرست موضوعات پر مشتمل ہے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

الحمد للہ تعالیٰ اس ترجمہ کو پہلی مرتبہ شائع کرنے کی سعادت ''جمعیت اِشاعتِ اہلسنت، پاکستان'' کے حصہ میں آرہی ہے، جو اب تک تقریباً دو سو چالیس مختلف نایاب اور مفید کُتب ورسائل شائع کر کے پاکستان بھر میں مفت تقسیم کر چکی ہے۔ یہ ترجمہ اسی سلسلے کی دو سو اکتالیسویں کڑی ہے، اللہ تعالیٰ اسے تا قیامِ قیامت جاری وساری رکھے اور ہمیں ان کے ساتھ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق تعاون کرتے رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

الراجی إلی عفو ربّہ العمیمي

حامد علي العليمي

٢٢/ رجب ١٤٣٥ھ / ٢٢/ اپریل ٢٠١٤ء کراچی

شَرْحُ الرِّسَالَةِ فِيْ
بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ مِنَ الذُّنُوْبِ

گُناہ کی اَقسام اور اُن کے اَحکام

مقدمۂ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّا بَعْدُ:

شیخ زین الدین بن نجیم حنفی مصری محقق بحر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ رسالہ گناہِ کبیرہ اور صغیرہ کے بیان میں ہے۔ اس کے آخر میں ان دونوں کی تعریف، اسی طرح عدالت اور مروّت کی تعریف اور اِن دونوں میں خلل پیدا کرنے والی چیزوں کا بیان، چند عمدہ تنبیہات کے ساتھ کیا گیا ہے۔

اور ان تعریفات کے آخر میں مختصراً توبہ، اس کے رُکن اور شرائط کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرمائے کیونکہ اُسی سے بہترین اُمید کی جاسکتی ہے، نیکی کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے، جو بلند اور عظمت والا ہے۔

کبیرہ گناہوں کا بیان:

ہم اللہ تعالیٰ سے کبیرہ گناہوں سے عافیت اور درگزر کا سوال کرتے ہیں۔ جہاں تک کبیرہ گناہوں کا تعلق ہے تو علماء فرماتے ہیں کہ کفر[1] کے بعد کبیرہ گناہ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ زنا۔

---

[1] سید العالمین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے اِن سب میں اُن کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے اُن کی ایک ایک بات پر یقین لانا "**ایمان**" ہے اور ان میں سے کسی بات کا جھٹلانا اور اس میں ذرہ برابر شک لانا "**کفر**" ہے۔

تنبیہ: کُفر کی سب سے بدتر قسم شرک ہے، لہٰذا ہر شرک، کفر ہے، جبکہ ہر کفر، شرک نہیں۔ مترجم

۲۔ لواطت، یعنی: مرد کا مرد کے ساتھ بد فعلی کرنا[۸]۔

۳۔ شراب پینا، اگرچہ کم مقدار میں ہو اور نشہ نہ چڑھے۔

۴۔ یا نبیذ[۹] پیئے اور اُس کی حُرمت کا اعتقاد رکھے (کیونکہ اس کی حُرمت کا اعتقاد رکھنا گناہ ہے)، یہ حکم اُس وقت نہیں جبکہ اُس کی حلّت کا اعتقاد رکھے۔ ہاں جب اس کے پینے پر ہیشگی اختیار کرے اور فاسقوں کے ساتھ بیٹھ کر پیے تو یہی حکم ہو گا۔ اس لیے کہ کسی کی پیروی کرنے والے کا حکم، اُسی کی طرح ہے جس کی پیروی کی جائے[۱۰] (یعنی: فاسقوں کے ساتھ بیٹھنے والے کا حکم مثلِ فاسق ہے)۔

۵۔ چوری[۱۱]۔

---

۸ اسکی تہمت لگانا بھی گناہِ کبیرہ ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۹، ص ۳۹۴)۔

۹ **نبیذ کی تعریف:** "نبیذ یعنی کھجور یا منقے کو پانی میں بھگویا جائے پھر وہ پانی نشہ پیدا ہونے سے پہلے پیا جائے یہ جائز ہے احادیث سے اس کا جواز ثابت ہے"۔ (بہارِ شریعت، ج ۳، حصہ ۱۷، ص ۶۷۳)۔

۱۰ یعنی: فاسقوں میں بیٹھنا اور اُن کے ساتھ نبیذ پینا ضرور گناہِ کبیرہ ہے، کیونکہ یہ مظنۂ تہمت ہے اور اس سے بچنے کا حکم ہے۔ مترجم

۱۱ جب یہ مندرجہ ذیل شرائط پائی جائیں تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا: (۱) چور مکلف یعنی: ایسا ہو جس پر احکامِ شرعی کا اجراء ہوتا ہو، خواہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام مسلمان ہو یا کافر۔ (۲) گونگا نہ ہو (۳) انکھیارا ہو۔ (۴) دس درہم چُرائے یا اس قیمت کا سونا یا اور کوئی چیز چُرائے اس سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اور (۵) دس درہم کی قیمت چُرانے کے وقت بھی ہو اور ہاتھ کاٹنے کے وقت بھی۔ (۶) اور اتنی قیمت اُس جگہ ہو جہاں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (۷) اور چُرانے میں خود اس شے کا چُرانا مقصود ہو، (۸) اُس مال کو اس طرح لے گیا ہو کہ اُس کا نکالنا ظاہر ہو۔ (۹) چھُپ کر لیا ہو، یعنی: اگر دن میں چوری کی تو مکان میں جانا اور وہاں =

٦۔ قذف، یعنی: پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگانا[۱۲]۔

=

سے مال لینا دونوں چھپ کر ہوں اور اگر گیا چھپ کر مگر مال کا لینا علانیہ ہو جیسا ڈاکو کرتے ہیں تو اس میں ہاتھ کاٹنا نہیں۔

(۱۰) جس کے یہاں سے چوری کی اُس کا قبضہ صحیح ہو خواہ وہ مال کا مالک ہو یا امین۔

(۱۱) ایسی چیز نہ چُرائی ہو جو جلد خراب ہو جاتی ہے جیسی گوشت اور ترکاریاں۔

(۱۲) وہ چوری دار الحرب میں نہ ہو۔

(۱۳) مال محفوظ ہو اور حفاظت کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ مال ایسی جگہ ہو جو حفاظت کے لیے بنائی گئی ہو جیسے مکان، دوکان، خیمہ، خزانہ، صندوق۔ دوسری یہ کہ وہ جگہ ایسی نہیں مگر وہاں کوئی نگہبان مقرر ہو جیسے مسجد، راستہ، میدان۔

(۱۴) بقدر دس درہم کے ایک بار مکان سے باہر لے گیا ہو اور اگر چند بار لے گیا کہ سب کا مجموعہ دس درہم یا زیادہ ہے، مگر ہر بار دس ۱۰ سے کم کم لے گیا تو قطع نہیں کہ یہ ایک سرقہ نہیں بلکہ متعدد ہیں، اب اگر دس درہم ایک بار لے گیا اور وہ سب ایک ہی شخص کے ہوں یا کئی شخصوں کے مثلاً ایک مکان میں چند شخص رہتے ہیں اور کچھ کچھ ہر ایک کا چورایا جن کا مجموعہ دس درہم یا زیادہ ہے اگرچہ ہر ایک کا اس سے کم ہے دونوں صورتوں میں قطع ہے۔

(۱۵) شُبہ یا تاویل کی گنجائش نہ ہو، لہٰذا اگر باپ کا مال چورایا یا قرآن مجید کی چوری کی تو قطع نہیں کہ پہلے میں شُبہ ہے اور دوسرے میں یہ تاویل ہے کہ پڑھنے کے لیے لیا ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۹، ص ۴۱۳۔ ۴۱۵)۔

[۱۲] **قذف کی تعریف:** کسی کو زنا کی تہمت لگانے کو قذف کہتے ہیں اور یہ کبیرہ گناہ ہے۔ یوہیں لواطت کی تہمت بھی کبیرہ گناہ ہے، مگر لواطت کی تہمت لگائی تو حد نہیں بلکہ تعزیر ہے اور زنا کی تہمت لگانے والے پر حد ہے، حد قذف آزاد پر اَسی ۸۰ کوڑے ہے اور غلام پر چالیس کوڑے۔ (در مختار، رد المحتار) (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۹، ص ۳۹۴)۔

۷۔ ناحق قتل کرنا۔

۸۔ ادائیگی کے وقت، گواہی چھپانا[۱۳]۔

۹۔ جھوٹی گواہی دینا[۱۴]۔

۱۰۔ جھوٹی قسم کھانا[۱۵]۔

۱۱۔ کسی غنی کے مال کو غصب کرنا جبکہ وہ چوری کے نصاب[۱۶] کو پہنچتا ہو اور فقیر کے مال کو مطلقاً غصب کرنا اگرچہ نصاب کو نہ پہنچتا ہو۔

---

۱۳ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو گواہی کے لیے بلایا گیا اور اُس نے گواہی چھپائی، یعنی: ادا کرنے سے گریز کیا وہ ویسا ہی ہے جیسا جھوٹی گواہی دینے والا"۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۲، ص ۹۳۰)۔

۱۴ حضرت ایمن بن خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ صبح پڑھ کر قیام کیا اور یہ فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے ساتھ برابر کر دی گئی پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ﴾ یعنی: بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو اللہ کے لیے باطل سے حق کی طرف مائل ہو جاؤ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۲، ص ۹۲۹)۔

جھوٹی گواہی دینے والے کا حکم:

جس نے جھوٹی گواہی دی قاضی اُس کی تشہیر کریگا یعنی جہاں کا وہ رہنے والا ہے اُس محلہ میں ایسے وقت آدمی بھیجے گا کہ لوگ کثرت سے مجتمع ہوں وہ شخص قاضی کا یہ پیغام پہنچائے گا کہ ہم نے اسے جھوٹی گواہی دینے والا پایا تم لوگ اس سے بچو اور دوسرے لوگوں کو بھی اس سے پرہیز کرنے کو کہو۔ (ہدایہ) (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۲، ص ۹۶۸)۔

۱۵ "جھوٹی قسم کھانا" گناہ نمبر ۷ ۵ بھی مذکور ہے، ممکن ہے زائد لکھ دیا گیا ہو۔ مترجم غفرلہ

۱۲۔ بغیر عُذر جہاد کے دن میدانِ جہاد سے بھاگنا۔

۱۳۔ سُود کھانا۔

۱۴۔ یتیم کا مال ظلماً کھانا۔

۱۵۔ رشوت لینا[۱۷]۔

۱۶۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔

۱۷۔ قطعِ رحم کرنا۔

۱۸۔ جان بوجھ کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر جھوٹ باندھنا۔

۱۹۔ رمضان شریف میں بلا عُذر جان بوجھ کر روزہ چھوڑنا، یعنی: رمضان میں کسی ایک دن کا روزہ بھی جان بوجھ کر ترک کرنا جبکہ اسے حلال نہ جانتا ہو، نہ یہ نیت ہو کہ بعد میں رکھے گا۔ اگر اس کے ترک کو حلال جانا، تو کافر ہو جائے گا۔

۲۰۔ ناپ یا تول میں کمی کرنا۔

۲۱۔ ۲۲۔ فرض نماز کو وقت سے پہلے یا وقت نکال کر ادا کرنا۔

۲۳۔ بلا عُذرِ شرعی زکوٰۃ نہ دینا۔

۲۴۔ بلا عذر ماہِ رمضان کے روزے رکھنے میں تاخیر کرنا، یعنی: پورے ماہ کے روزے بلا عذر اس ارادے پر مؤخر کرنا کہ رمضان کے بعد رکھ لیے جائیں گے۔

۲۵۔ بلا عُذرِ شرعی حج ترک کرنا، جبکہ استطاعت رکھتا ہو اور ترک کرنا حلال نہ جانتا ہو یہاں تک کہ موت آ جائے۔

=

[۱۶] یعنی: دس درہم کی مقدار کو پہنچتا ہو۔ مترجم

[۱۷] تفصیل کے لیے محقق بحر ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا رشوت سے متعلق رسالہ ملاحظہ فرمائیں۔ مترجم

۲۶۔ ظلماً مسلمان کو مارنا۔

۲۷۔ کسی صحابیِ رسول کو بُرا کہنا۔

۲۸۔۲۹۔ علماءِ کرام، یا حاملینِ قرآن کی عزت کے درپے ہونا، یعنی: ان کی عیب جوئی کرنا اور بُرا بھلا کہنا۔

۳۰۔ ظالم کے پاس بے گناہ مسلمان کی شکایت لے کر جانا۔

۳۱۔ دیوثی کرنا[۱۸]، یعنی اپنی بیوی یا محرم کو کسی غیر مرد کے ساتھ ارتکابِ معاصی کرتے ہوئے دیکھ کر کچھ نہ کہنا، معاذ اللہ۔

۳۲۔ دلالی کرنا، یعنی: مرد و عورت کے درمیان گناہ کی کوشش کروانا۔

۳۳۔۳۴۔ باوجود قدرت نیکی کا حکم نہ کرنا، بُرائی یا حرام سے منع نہ کرنا۔

۳۵۔ جادو سیکھنا، سکھانا، کرنا یا کروانا۔

۳۶۔ قرآن شریف بھول جانا[۱۹]۔

---

[۱۸] **دیوث کی تعریف:** "دیوث وہ ہے جو اپنے اہل میں بے حیائی کی بات دیکھے اور منع نہ کرے"۔
(مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، رقم الحدیث: ۵۳۷۲، ج۲، ص۳۵۱)۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بعض شارحین نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی بچوں کے زنا یا بے حیائی، بے پردگی اجنبی مردوں سے اختلاط، بازاروں میں زینت سے پھرنا، بے حیائی کے گانے ناچ وغیرہ دیکھ کر باوجود قدرت کے انہیں نہ روکے وہ بے حیا دیُّوث ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمام بے غیرتی کے گناہ اس میں شامل ہیں، جیسے شراب نوشی، غسلِ جنابت نہ کرنا اور دیگر اس قسم کے جُرم، اللہ تعالیٰ دینی غیرت دے"۔

("مرقاۃ المفاتیح"، ج۷، ص۲۴۱، تحت الحدیث: ۳۶۵۵، مرآۃ المناجیح، ج۵، ص۳۴۷)۔

=

۱۹ "فتاوىٰ رضویہ"، ج۲۳، ص۶۴۴۔۶۴۸ میں ہے:

"حفظِ قرآن فرض کفایہ ہے اور سُنتِ صحابہ وتابعین وعلمائے دین متین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور منجملہ افاضل مُستحبات عمدہ قُربات منافع وفضائل اس کے حصر وشمار سے باہر۔ جا بجا اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کی ترغیب وتحریص فرمائی۔

جو قرآن مجید بھول جائے وہ اُن وعیدوں کا مستحق ہو جائے گا جو اس باب میں وارد ہوئیں، اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:

﴿وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا وَّنَحۡشُرُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اَعۡمٰى○ الآیہ﴾

ترجمہ: "جو میرے ذکر یعنی قرآن سے منہ پھیرے گا سو اس کے لیے تنگ عیش ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے، کہے گا: اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا اور میں تو تھا انکھیار؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یوہیں آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں سو تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تو بھلا دیا جائے گا کہ کوئی تیری خبر نہ لے گا"۔(طٰہٰ: ۲۰/ ۱۲۴)۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَا مِنۡ امۡرِئٍ يَقۡرَأُ الۡقُرۡآنَ ثُمَّ يَنۡسَاهُ إِلَّا لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ أَجۡذَمَ" رواہ أبو داود والدارمی۔ یعنی: جو شخص قرآن پڑھ کر بھول جائے گا، قیامت کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوڑھی آئے گا۔

(سنن ابو داؤد، ج۱، ص ۲۰۷، سنن الدارمی، رقم حدیث: ۳۳۴۳، ج۲، ص ۳۱۵)۔

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "عُرِضَتۡ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي فَلَمۡ أَرَ ذَنۡبًا أَعۡظَمَ مِنۡ سُورَةٍ مِنَ الۡقُرۡآنِ أَوۡ آيَةٍ أُوتِيهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا" رواہ الترمذی۔ یعنی: میری اُمت کے گناہ میرے حضور پیش کیے گئے تو میں نے کوئی گناہ اِس سے بڑا نہ دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی ایک سورت یا ایک آیت یاد ہو پھر وہ اُسے بُھلا دے۔ (جامع الترمذی، ج۲، ص۱۱۵)۔

=

۳۷۔ بلا وجہ کسی جانور کو جلانا[20]۔

۳۸۔ عورت کو ظلماً اُس کے شوہر سے روکنا۔

۳۹۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نااُمید ہونا۔

۴۰۔ اللہ تعالیٰ کی خُفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا۔

۴۱۔ بغیر مجبوری کے مُردار جانور یا سوّر کا گوشت کھانا، جبکہ اسے حلال سمجھا جائے، کیونکہ اسے حلال سمجھنا کفر ہے۔

۴۲۔ چُغلی کھانا۔

۴۳۔ اُس شخص کی غیبت کرنا، جس کا فسق ظاہر نہ ہو،۔

۴۴۔ جُوا کھیلنا۔

۴۵۔ اِسراف کرنا[21]۔

=

لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ قرآن کریم کے پڑھانے اور حفظ کرانے اور خود یاد رکھنے میں کوشش کریں تاکہ وہ ثواب جو اس پر موعود ہیں، حاصل ہوں اور روز قیامت اندھا کوڑھی ہو کر اُٹھنے سے نجات پائے"۔

[20] یعنی: زندہ جلانا، کیونکہ اس میں جانور کو اذیت دینا ہے۔

[21] **اِسراف کی تعریف:** امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتاویٰ رضویہ" ج۱، ص ۹۲۶۔ ۹۳۷ میں اسراف کی یہ تعریفات نقل کیں:

(۱) غیر حق میں صرف کرنا۔ (۲) حکمِ الٰہی کی حد سے بڑھنا۔ (۳) ایسی بات میں خرچ کرنا جو شرعِ مطہر یا مروّت کے خلاف ہو، اول حرام ہے اور ثانی مکروہِ تنزیہی۔ (۴) طاعتِ الٰہی کے غیر میں اُٹھانا۔ (۵) حاجتِ شرعیہ سے زیادہ استعمال کرنا۔ (۶) غیر طاعت میں یا بلا حاجت خرچ کرنا۔ (۷) دینے میں حق کی

=

۴۶۔ زمین، مال اور دین میں فساد پھیلانا۔

۴۷۔ حاکم کا حق بات سے عدول (رُوگردانی) کرنا۔

۴۸۔ ظہار کرنا[۲۲]۔

۴۹۔ ڈاکہ ڈالنا۔

۵۰۔ صغیرہ گناہ پر اِصرار کرنا (یعنی: بار بار کرنا)[۲۳]۔

=

حد سے کمی یا بیشی کرنا۔ (۸) ذلیل غرض میں کثیر مال اُٹھانا۔ (۹) حرام میں سے کچھ، یا حلال کو اعتدال سے زیادہ کھانا۔ (۱۰) لائق وپسندیدہ بات میں قدرِ لائق سے زیادہ اُٹھا دینا اور (۱۱) بے فائدہ خرچ کرنا"۔ ان سب کو نقل کر کے ان کی تنقیح کی اور لکھا: "ان تمام تعریفات میں سب سے جامع ومانع وواضح تر تعریف اول ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ اُس عبد اللہ کی تعریف ہے جسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم علم کی گٹھڑی فرماتے اور جو خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد تمام جہان سے علم میں زائد ہے اور جو ابو حنیفہ جیسے امام الائمہ کا مورثِ علم ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہ وعنہم اجمعین"۔

۲۲ **ظہار کی تعریف:** اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جزوِ شائع یا ایسے جُز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو، ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس (شوہر) پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اسکے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے، یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔ (بہارِ شریعت، ج۲، حصہ ۸، ص۲۰۵۔۲۰۶)۔

ظہار کا کفارہ: قرآن کریم کے مطابق اس کا کفارہ یہ ہے کہ جماع سے پہلے ایک غلام آزاد کرے، جو غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے، پھر جو اس کی بھی استطاعت نہ رکھے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ (المجادلۃ: ۳۔۴)۔ تفصیلی احکام کے لیے صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی تصنیف "بہارِ شریعت" حصہ آٹھ کا مطالعہ فرمائیں۔

۵۱۔ ۵۲۔ گناہ کے کاموں پر مدد کرنا اور اِن پر اُکسانا۔

۵۳۔ لوگوں کے لیے گُنگنانا، غنا (گانے) کی چند اقسام ہیں، ایک قسم جائز ہے، ایک ناجائز ہے اور ایک مکروہ۔ پھر یا تو لوگوں کے سامنے ہو گی یا تنہائی میں، ان سب کے احکام کُتبِ فقہ میں مذکور ہیں۔ یہاں مراد وہ غنا (گانا) ہے جو فحش اشعار، یا بروجہِ لہو ولعب آلاتِ موسیقی کے ساتھ مباح اشعار پر مشتمل ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۴۔ عورت کا مطلقاً گنگنانا۔ یعنی: بلند آواز سے چاہے لوگوں کے سامنے ہو یا تنہائی میں۔

۵۵۔ حمام میں لوگوں کے سامنے سِتر کھولنا۔

۵۶۔ واجب کی ادائیگی میں بخل کرنا۔

۵۷۔ جھوٹی قسم کھانا (یہ نمبر ۱۰ میں بھی گزرا)۔

۵۸۔ حضرت علی کو شیخین کریمین سے افضل جاننا، رضی اللہ عنہم۔

۵۹۔ ۶۰۔ خودکُشی کرنا یا اپنا کوئی عضو تلف کرنا اور یہ عمل دوسرے کو قتل کرنے سے بڑا گناہ ہے۔

۶۱۔ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا۔

۶۲۔ صدقات دے کر اِحسان جتانا اور ایذاء دینا۔

=

[۲۳] علماءِ کرام نے "اِصرار" کو "گناہِ صغیرہ" سے مقیّد کر کے قیدِ احترازی کا حکم نہیں لگایا، بلکہ اِصرار کو "گناہ" سے مقید بتایا ہے، یعنی: کسی بھی صغیرہ یا کبیرہ گناہ پر اِصرار کرنا "گناہِ کبیرہ" ہے۔ اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید صغیرہ تو صغیرہ رہے گا، تاہم اس پر اِصرار کبیرہ ہو جائے گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ مترجم

۶۳۔ تقدیر کو جھٹلانا۔

۶۴۔ اپنے امیر کو دھوکہ دینا۔

۶۵۔۶۶۔ کسی کاہن یا منجّم کی تصدیق کرنا۔ کاہن سے مراد وہ ہے، جو غیب کے علم کا دعویدار ہو اور منجم سے مراد وہ ہے، جو ستاروں کو دیکھ کر کسی بات کا حکم دے، حالانکہ یہ دونوں جھوٹے ہوتے ہیں۔

۶۷۔ نسب میں طعنہ زنی کرنا، اس لیے ہے کہ لوگوں کی عزتیں پامال کرنے کی طرف لے جاتا ہے اور یہ بڑا گناہ ہے۔ جب عام لوگوں کے نسب میں طعنہ زنی کرنا کبیرہ گُناہ ہے تو اندازہ کریں کہ سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ کہنا کہ نعوذ باللہ وہ مسلمان نہیں تھے، کتنا بڑا بہتان ہو گا، اللہ تعالیٰ ایسے کو سمجھے۔

۶۸۔ کسی مخلوق کے لیے جانور ذبح کرنا[۲۴]۔

۶۹۔ اِسبال: یعنی: کپڑے کو اَز راہِ تکبر لٹکانا[۲۵]۔

---

[۲۴] مسئلہ: اس سلسلے میں اصل کلی یہ ہے کہ ذبح کرنے والی کی نیت اور وقت ذبح اس کے تسمیہ کا اعتبار ہے، اس کے سوا کسی بات کا لحاظ نہیں، لہٰذا اگر ذبح کرنے والے نے بسم اللہ کی جگہ ”بسم فلاں“ کہا، یا بسم اللہ ہی کہا اور اراقت دم یعنی: خون بہانے سے غیر خدا کی عبادت کا قصد کیا، تو ذبیحہ مُردار ہو گیا۔ لہٰذا جانور جو اللہ عزوجل کے نام پر ذبح کیا جائے اور اس سے اللہ عزوجل ہی کی طرف تقرب مقصود ہو اگرچہ اس پر باعث مسلمان کا اکرام، یا اولیاء کرام کا، خواہ اموات مسلمین کو ایصال ثواب یا اپنے کوئی جائز کام مثل تقریب شادی و نکاح وغیرہ یا جائز انتفاع مثل گوشت فروشی قصاباں ہو تو اس کے جائز و حلال ہونے میں شک نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ: ”سبل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء“، ج ۲۰، ص ۲۶۹۔۲۷۹۔ مترجم

۷۰۔ گمراہی کی طرف بلانا۔ شرح میں ہے: "اپنی اولاد کو گمراہی پر آمادہ کرنا"۔

۷۱۔ خلافِ سُنّت طریقہ رائج کرنا[۲۶]۔

۷۲۔ لوہے کی چیز (چھری، چاقو وغیرہ) سے اپنے بھائی کی طرف اِشارہ کرنا، اگرچہ ازراہِ مذاق ہو۔

۷۳۔۷۴۔ ناحق لڑنا جھگڑا کرنا، حدیث میں ہے: "ناحق جھگڑا کرنا، نورِ ایمان کو بجھا دیتا ہے"، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

۷۵۔ مرد کا خصی ہونا۔

۷۶۔ ۷۷۔ اپنے جسم (کے عضو) میں سے کچھ کاٹنا یا عضو کو تکلیف دینا[۲۷]۔

۷۸۔ مُحسن کی نعمت کی ناشکری کرنا۔

۷۹۔ زائد پانی کا روکنا[۲۸]، اس لیے کہ یہ بخل ہے اور بخل کی جزا جہنم ہے، حدیث میں فرمایا: زائد پانی کو نہ روکا کرو۔

=

۲۵ **اِسبال کی تعریف:** کپڑوں میں اسبال یعنی اتنا نیچا کرتہ، جبہ، پاجامہ، تہبند پہننا کہ ٹخنے چھپ جائیں ممنوع ہے، یہ کپڑے آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنے تک ہوں یعنی ٹخنے نہ چھپنے پائیں۔ مگر پاجامہ یا تہبند بہت اونچا پہننا آج کل وہابیوں کا طریقہ ہے، لہٰذا اتنا اونچا بھی نہ پہنے کہ دیکھنے والا وہابی سمجھے۔

مسئلہ: "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے: مرد کا اپنے تہبند کو ٹخنوں کے نیچے تک لٹکانا اگر بر بنائے تکبر نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے، اسی طرح "الغرائب" میں مذکور ہے۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۳، حصہ ۱۶، ص۴۱۷، وفتاویٰ رضویہ، ج۲۲، ص۱۶۲)۔

۲۶ جبکہ موافقِ سنت رائج کرنا باعثِ اجر وثواب ہے۔ مترجم

۲۷ اس حکم میں Tatos (ٹیٹوز) بنوانا اور کچھ لکھوانا وغیرہ سب شامل ہیں۔ مترجم

۸۰۔ حرم میں الحاد کرنا۔

۸۱۔ (بلاضرورتِ شرعی) جاسوسی کرنا۔

۸۲۔ تجسّس: لوگوں کی پوشیدہ باتوں کی کھوج کرنا اور خبروں کی تاک میں رہنا، حالانکہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں۔

۸۳۔ ابن[۲۹]۔

۸۴۔ نرد[۳۰]، طاب[۳۱] اور مُنقلہ[۳۲] کھیلنا۔

=

۲۸ یعنی: "جب اپنی ضرورت پوری ہو گئی ہو تو دیگر کو استعمال کرنے سے روکنا"۔ مترجم

۲۹ اصل مطبوع میں اسی طرح جبکہ مخطوط میں "آمن" لکھا ہے۔ شرح میں اس طرح کا کوئی کلمہ ذکر نہیں ہے، البتہ ۸۲ کے بعد یہ حدیث لکھی ہے: جس نے لوگوں کی پوشیدہ باتیں سُنی حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں تو اُس کے کانوں میں سیسہ ڈالا جائے گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ مترجم

۳۰ **نرد شیر کی تعریف:** "نرد شیر یعنی چوسر یہ ایک قسم کا کھیل ہے، جو سات پانسوں سے کھیلا جاتا ہے، اس کی بساط سولی کی طرح ہوتی ہے اور اس کے ہر حصے میں مربع شکل کے ۲۴ خانے ہوتے ہیں نیز اس کا درمیانی حصہ ملا کر ۲۵ خانے ہو جاتے ہیں، اس کھیل کو اَردشیر بن بابک نامی بادشاہ نے بطور جُوا ایجاد کیا تھا"۔

اس پر احادیث میں یہ وعیدیں آئی ہیں، امام احمد و مسلم و ابو داود و ابن ماجہ نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے نرد شیر کھیلا گویا سوّر کے گوشت و خون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا اور اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی"۔

امام احمد نے ابو عبد الرحمن خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص نرد کھیلتا ہے پھر نماز پڑھنے اٹھتا ہے، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پیپ اور سوّر کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے"۔ (ماخوذ از ردالمحتار و بہارِ شریعت، حصہ ۱۶)۔

۸۵۔ کوئی بھی حرام کھیل کھیلنا۔

۸۶۔ خلیل بن کیکلدی علائی نے اپنی ”منظومہ“ میں حشیش کھانے کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔

۸۷۔ مسلمان کا کسی مسلمان کو ”اے کافر“ کہنا۔

۸۸۔ بیویوں کے درمیان باری مقرر کرنے میں عدل نہ کرنا۔

۸۹۔ مُشت زنی کرنا، یعنی: جب شہوت کی تسکین کے لیے ہو تو کبیرہ ہے، ورنہ صغیرہ ہے جیسا کہ صغیرہ گناہوں کے بیان میں آتا ہے۔

۹۰۔ حائضہ سے صحبت کرنا۔

۹۱۔ مسلمانوں کے لیے مہنگائی ہونے پر خوش ہونا، کیونکہ مہنگائی مسلمانوں کے لیے نقصان دہ ہے، اس پر خوش ہونا مسلمانوں کے نقصان پر خوش ہونا ہے، نیز یہ علاماتِ نفاق سے بھی ہے۔

۹۲۔ چوپائے سے بدکاری کرنا۔

۹۳۔ عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا، اس لیے کہ بلا عمل، علم گمراہی ہے۔

=

[۳۱] **طاب کی تعریف:** یہ ایک قسم کا کھیل ہے جسے آج کے دور میں Puzzle Balls Game کہا جاتا ہے۔ رد المحتار میں فتح القدیر سے نقل کیا ہے: وَلِعْبُ الطَّابِ فِي بِلَادِنَا مِثْلُهُ لِأَنَّهُ يَرْمِي وَيَطْرَحُ بِلَا حِسَابٍ وَإِعْمَالِ فِكْرٍ۔ یعنی: ہمارے زمانے میں جو طاب کھیلا جاتا ہے، اُس کا حکم بھی نردشیر کی طرح ہے، کہ کھیلنے والے کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، کیونکہ اس میں بھی رنگین گیندوں کو بلا کسی حساب اور غور وفکر کے پھینکا جاتا ہے۔ (رد المحتار، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمہ، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، ج۸، ص۲۳۰)۔

[۳۲] **منقلہ کی تعریف:** شطرنج کی طرح کی تختی جس کے خانوں میں کنکریاں ڈال کر کھیلتے ہیں۔ مترجم

۹۴۔ کھانے میں عیب نکالنا۔

۹۵۔ رُباب[۳۳] پر رقص کرنا۔

۹۶۔ دنیا سے محبت کرنا[۳۴]۔

۹۷۔ خوبصورت اَمرد کی طرف (شہوت سے) دیکھنا، یہ فسادِ عظیم کی طرف لے جاتا ہے۔

۹۸۔ کسی پرائے کے گھر میں جھانکنا۔

۹۹۔ کسی کے گھر میں بغیر اجازت جانا[۳۵]۔

---

[۳۳] رُباب ایک قسم کی سارنگی ہے۔ (فیروز اللغات، ص۳۶۹)۔

[۳۴] یعنی: جب کہ یہ محبت فکرِ آخرت سے غافل کر دے۔

[۳۵] **مُترجم کے اِضافہ کردہ کبائر:**

۱۰۰۔ ماں باپ کو گالی دینا:

صحیح مسلم و بخاری میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ بات کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ فرمایا: ہاں، اس کی صورت یہ ہے کہ یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے، وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے، وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

وضاحت:

صحابۂ کرام جنھوں نے عرب کا زمانۂ جاہلیت دیکھا تھا، ان کی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ اپنے ماں باپ کو کوئی کیوں کر گالی دے گا یعنی: یہ بات ان کی سمجھ سے باہر تھی۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بتایا کہ
=

صغیرہ گناہوں کا بیان

شیخ زین الدین ابراہیم بن نجیم حنفی محقق بحر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علماءِ کرام نے فرمایا کہ مندرجہ ذیل گناہ صغیرہ ہیں:

۱۔ ۲۔ حرام کی طرف نظر کرنا اور اُس کا بوسہ لینا، جبکہ شہوت کے لیے نہ ہو۔

۳۔ شہوت کے ارادے سے مشت زنی کرنا نہ کہ شہوت کی تسکین کے لیے[۳۶]۔

۴۔ بغیر شہوت حرام کو چھونا۔

۵۔ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کرنا، اس لیے کہ یہ فساد کی طرف لے جاتا ہے۔

۶۔ لعنت کرنا اگرچہ چوپائے کو کرے۔

=

مراد دوسرے سے گالی دلوانا ہے اور اب وہ زمانہ آیا کہ بعض لوگ خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں اور کچھ لحاظ نہیں کرتے۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۶، ص ۵۵۲)۔

۱۰۱۔ اولاد کا انکار کرنا:

امام طبرانی حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی اولاد سے انکار کر دے۔ (بہارِ شریعت، ج ۱۲، حصہ ۱۳، ص ۱۰۱۵)

۱۰۲۔ قرض چھوڑ کر مرنا:

امام احمد وابو داود حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کبیرہ گناہ جن سے اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی ہے، ان کے بعد اللہ کے نزدیک سب گناہوں سے بڑا یہ ہے کہ آدمی اپنے اوپر دَین چھوڑ کر مرے اور اُس کے ادا کے لیے کچھ نہ چھوڑا ہو۔
(بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۷۶۴)۔

[۳۶] اس لیے کہ تسکین کے لیے کرنا کبیرہ ہے، جیسا کہ نمبر ۹۲ پر کبیرہ کی وضاحت میں گزرا۔ مترجم

۷۔ جھوٹ بولنا، جس میں نہ حد جاری ہوتی ہو اور نہ دوسرے کو نقصان پہنچانا۔

۸۔ مسلمان کی ہجو کرنا اگرچہ تعریضاً[۳۷] اور سچ بات کی وجہ سے ہو۔

۹۔ لوگوں کے گھروں میں جھانکنا۔

۱۰۔ تین دن سے زیادہ بلا عُذرِ شرعی مسلمان سے قطع تعلق رہنا۔

۱۱۔ بنا علم کے بہت زیادہ آپس میں جھگڑنا، جیسے قاضی کے وُکلاء کا جھگڑنا۔

۱۲۔ یا علم کی بنا پر جھگڑنا جبکہ شریعت کی رعایت نہ کی جائے۔

۱۳۔ نمازی کا قصداً ہنسنا[۳۸]۔

۱۴۔ مصیبت کے وقت نوحہ وغیرہ کرنا۔

۱۵۔ مرد کا ریشمی لباس پہننا۔

۱۶۔ متکبرانہ انداز سے چلنا۔

۱۷۔ کسی فاسق کے ساتھ بلاوجہ بیٹھنا[۳۹]۔

۱۸۔ مکروہ وقت میں نماز ادا کرنا[۴۰]۔

---

۳۷ **تعریض کی تعریف:** "ایسی بات کرنا جس کی مراد سُننے والا بغیر کسی صراحت کے سمجھ لے، جیسے بہو کو سُنانے کے لیے بیٹی کو ڈانٹنا"۔ مترجم

۳۸ یعنی: ایسے ہنسا کہ آواز پیدا ہوا، اگر قہقہے کی صورت ہوئی تو نماز بھی جاتی رہی۔ مترجم

۳۹ فسق دو طرح کا ہے: ۱۔ فسق اعتقادی اور ۲۔ فسقِ عملی۔ اس میں بدتر فسقِ اعتقادی ہے، تاہم ان دونوں قسم کے فاسقوں سے بچنے کا حکم ہے کہ کہیں ان کے بُرے اثرات نہ پڑ جائیں۔ مترجم

۴۰ **اوقاتِ مکروہہ:** بارہ وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے اور ان کے بعض یعنی ۶ و ۱۲ میں فرائض وواجبات و نمازِ جنازہ و سجدۂ تلاوت کی بھی ممانعت ہے۔

=

=

(۱) طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس درمیان میں سوائے دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔ (۲) اپنے مذہب کی جماعت کے لیے اِقامت ہوئی تو اِقامت سے ختم جماعت تک نفل و سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر نماز فجر قائم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ میں شرکت ہو گی، تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ اور دور سنت فجر پڑھ کر شریک جماعت ہو اور جو جانتا ہے کہ سنت میں مشغول ہو گا تو جماعت جاتی رہے گی اور سنت کے خیال سے جماعت ترک کی یہ ناجائز و گناہ ہے اور باقی نمازوں میں اگرچہ جماعت ملنا معلوم ہو سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔
(۳) نمازِ عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے۔ (۴) غروب آفتاب سے فرض مغرب تک۔
(۵) جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبۂ جمعہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک نماز نفل مکروہ ہے، یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی۔
(۶) عین خطبہ کے وقت اگرچہ پہلا ہو یا دوسرا اور جمعہ کا ہو یا خطبۂ عیدین یا کسوف واستسقا وحج و نکاح کا ہو ہر نماز حتیٰ کہ قضا بھی ناجائز ہے، مگر صاحب ترتیب کے لیے خطبۂ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔
(۷) نماز عیدین سے پیشتر نفل مکروہ ہے، خواہ گھر میں پڑھے یا عید گاہ و مسجد میں۔
(۸) نماز عیدین کے بعد نفل مکروہ ہے، جب کہ عید گاہ یا مسجد میں پڑھے، گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔
(۹) عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں، انکے درمیان میں اور بعد میں بھی نفل و سنت مکروہ ہے۔
(۱۰) مزدلفہ میں جو مغرب و عشا جمع کیے جاتے ہیں، فقط ان کے درمیان میں نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے، بعد میں مکروہ نہیں۔ (۱۱) فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر و ظہر مکروہ ہے۔
اور (۱۲) جس بات سے دل بٹے اور دفع کر سکتا ہو اسے بے دفع کیے ہر نماز مکروہ ہے مثلاً پاخانے یا پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو مگر جب وقت جاتا ہو تو پڑھ لے پھر پھیرے۔ یوہیں کھانا سامنے آگیا اور اس کی خواہش ہو غرض کوئی ایسا امر درپیش ہو جس سے دل بٹے خشوع میں فرق آئے۔ الخ۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ ۳، ص۴۵۵۔۴۵۷)۔

۱۹۔ جس دن روزہ رکھنا منع ہو، اُس دن روزہ رکھنا، یعنی: یکم شوال اور دس سے تیرہ ذوالحجہ کے ایام میں روزہ رکھنا۔

۲۰۔۲۱۔ ۲۲۔ مسجد میں نجس چیز، یا پاگل، یا ایسے بچے کو لے جانا، جس سے مسجد، نمازی کے کپڑوں یا بدن کے نجس ہونے کا غالب گمان ہو۔

۲۳۔ پیشاب یا پائخانہ کرتے وقت قبلہ کی جانب منہ یا پُشت کرنا۔

۲۴۔ بلاوجہ حمام میں ستر کھولنا، اگرچہ لوگوں سے پوشیدہ ہو یا خلوت میں ہو۔

۲۵۔ صومِ وصال[۱] رکھنا۔

۲۶۔ جس عورت سے ظہار کیا گیا ہو، کفارہ ادا کرنے سے پہلے اُس سے صحبت کرنا۔

۲۷۔ غیر مہاجرہ عورت کا بغیر شوہر یا بغیر محرم سفر کرنا[۲]۔

۲۸۔ نجش[۳]۔

---

[۱] **صومِ وصال:** "روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھے، یہ مکروہِ تنزیہی ہے"۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ ۵، ص۹۶۶۔۹۶۷)۔

[۲] مطبوع نسخے کے ص ۳۵۶ پر یہاں "مسامرة" لکھا ہے، جس کا معنی: رات میں ایک دوسرے سے بات کرنا ہے، اور یہ تصحیف ہے۔ مخطوط میں درست لکھا ہے یعنی: "مسافرة"، لہٰذا اُسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ مترجم

[۳] **نجش کی تعریف:** نجش یہ ہے کہ کوئی شخص بیچی جانے والی چیز کی قیمت بڑھائے اور خود خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوسرے گاہک کو رغبت پیدا ہو اور قیمت سے زیادہ دے کر خرید لے اور یہ حقیقۃً خریدار کو دھوکا دینا ہے۔ جیسا کہ بعض دُکانداروں کے یہاں اس قسم کے آدمی لگے رہتے ہیں گاہک کو دیکھ کر چیز کے خریدار بن کر دام بڑھا دیا کرتے ہیں اور ان کی اس حرکت سے گاہک دھوکا
=

۲۹۔ ذخیرہ اندوزی کرنا۔

۳۰۔۳۱۔ ۳۲۔ کسی کے سودے پر سودا کرنا، یا کسی کے بھاؤ پر بھاؤ کرنا، یا پیامِ نکاح پر پیامِ نکاح دینا[۴۴]۔

۳۳۔ شہری کا دیہاتی کو کچھ بیچنا۔ **یعنی:** دیہاتی کوئی چیز فروخت کرنے کے لیے بازار میں آتا ہے، مگر وہ ناواقف ہے سستی بیچ ڈالے گا، شہری کہتا ہے: تو مت بیچ، میں اچھے داموں بیچ دونگا، یہ دلال بن کر بیچتا ہے۔ اور بعض فقہا نے یہ بیان کیا ہے کہ جب اہلِ شہر قحط میں مبتلا ہوں اور اُن کو خود غلہ کی حاجت ہو ایسی صورت میں شہر کا غلہ باہر والوں کے ہاتھ گراں کر کے بیچنا ممنوع ہے کہ اس سے اہلِ شہر کو نقصان پہنچے گا اور اگر یہاں والوں کو حاجت نہ ہو تو بیچنے میں حرج نہیں۔

۳۴۔ شہر میں داخل ہونے سے پہلے تجارتی قافلہ سے ملنا۔ **یعنی:** باہر سے تاجر جو غلہ لا رہے ہیں، اُن کے شہر میں پہنچنے سے قبل باہر جا کر غلہ خرید لینا، اس میں دو صورتیں ممنوع ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو ایسا کرنا جائز ہے، ممنوعہ صورتیں یہ ہیں:

۱) اہلِ شہر کو غلہ کی ضرورت ہے اور یہ اس لیے ایسا کرتا ہے کہ غلہ ہمارے قبضہ میں ہو گا نرخ زیادہ کر کے بیچیں گے۔

=

کھا جاتے ہیں۔ گاہک کے سامنے مبیع کی تعریف کرنا اور اُس کے ایسے اوصاف بیان کرنا جو نہ ہوں تاکہ خریدار دھوکا کھا جائے یہ بھی نجش ہے۔ (دیکھیے بہارِ شریعت، ج۲، حصہ ۱۱، ص۷۲۳)۔

[۴۴] **یعنی:** سودا مکمل ہو جانے کے بعد کم یا زیادہ میں سودا کرنا، اسی طرح دام طے ہو جانے کے بعد کم یا زیادہ دام لگانا، اور اسی طرح منگنی ہو جانے کے بعد مہر میں اضافے یا کمی کے ساتھ منگنی کا پیام بھیجنا منع ہے۔
(ملخصًا از بہارِ شریعت، ج۲، حصہ ۱۱، ص۷۲۳۔۷۲۴)۔

۲) یہ کہ غلہ لانے والے تاجروں کو شہر کا نرخ غلط بتا کر اُن سے غلہ خریدنا۔

۳۵۔ جانور کے تھنوں میں دودھ جمع کرنا۔

۳۶۔ اذانِ جمعہ کے وقت خرید و فروخت کرنا[۴۵]۔

۳۷۔ چھوٹے بڑے رشتہ داروں سے سلوک میں بلاضرورت تفریق کرنا۔

۳۸۔ بیچتے وقت سامانِ تجارت کا عیب چھپانا، کیونکہ یہ ایک طرح کا دھوکہ ہے اور یہ مؤمن کے شایانِ شان نہیں۔

۳۹۔ شکار یا ریوڑ (یا مکان) کی حفاظت کے علاوہ کُتا پالنا[۴۶]۔

۴۰۔ شراب جمع کر کے رکھنا، جبکہ سرکہ بنانے کے لیے نہ ہو[۴۷]۔

۴۱۔ شطرنج کھیلنا[۴۸]۔

---

[۴۵] **مسئلہ:** اذان جمعہ کے شروع سے نماز ختم ہونے تک خرید و فروخت کرنا مکروہِ تحریمی ہے اور اذان سے مراد "پہلی اذان" ہے کہ اُسی وقت سعی واجب ہو جاتی ہے، مگر وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں مثلاً عورتیں یا مریض اُن کی بیع میں کراہت نہیں۔ (دیکھیے بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۱۱، ص ۷۲۳)۔

[۴۶] **مسئلہ:** جانور یا زراعت یا کھیتی یا مکان کی حفاظت کے لیے یا شکار کے لیے کُتا پالنا جائز ہے، اور یہ مقاصد نہ ہوں تو پالنا ناجائز ہے اور جس صورت میں کُتا پالنا جائز ہے اُس میں بھی مکان کے اندر نہ رکھے، البتہ اگر چور یا دشمن کا خوف ہے تو مکان کے اندر بھی رکھ سکتا ہے۔

[۴۷] **مسئلہ:** شراب جب تک شراب ہے، نجس ہی رہے گی اور اگر سرکہ ہو جائے تو اب پاک ہے، لیکن جس برتن میں شراب تھی اور سرکہ ہو گئی وہ برتن بھی اندر سے اتنا پاک ہو گیا، جہاں تک اُس وقت سرکہ ہے۔

[۴۸] **شطرنج سے متعلق حکم:** فتاویٰ رضویہ، ج ۲۴، ص ۱۴۱۔۱۴۴ میں ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گنجفہ، شطرنج، تاش، بھگور کھیلنے والے کے واسطے کیا حکم ہے؟ بیّنوا توجروا۔

=

۴۲۔ شراب کی خریداری کرنا اور مسلمان کو فروخت کرنا۔

۴۳۔ ایک لقمہ چُرانا، اس لیے کہ یہ گھٹیاپن پر دلالت کرتا ہے۔

۴۴۔ بیانِ حدیث پر اُجرت کی شرط لگانا۔

۴۵۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا[۴۹]، پھر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مرض کا سبب بن سکتا ہے، نیز اس میں بدن اور کپڑوں کو بچانا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

۴۶۔ غسل خانہ اور پانی کی جگہوں میں (مثلاً تالاب وٹینک وغیرہ میں) پیشاب کرنا[۵۰]، کہ اس طرح کرنے سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔

۴۷۔ نماز میں کپڑے لٹکانا[۵۱]۔

=

جواب: گنجفہ تاش حرام مطلق ہیں کہ ان میں علاوہ لہو ولعب کے تصویروں کی تعظیم ہے اور بگھور یا جیون کمینوں کا کھیل ہے اور منع۔۔۔۔اور صحیح یہ ہے کہ شطرنج بھی جائز نہیں مگر چھ شرطوں سے: **۱**۔ بد کر نہ ہو۔ **۲**۔ اس پر قسم نہ کھائی جائے۔ **۳**۔ فحش نہ بکا جائے۔ **۴**۔ اس کے سبب نماز یا جماعت میں تاخیر نہ کی جائے۔ **۵**۔ سر راہ نہ ہو گوشے میں ہو اور **۶**۔ نادراً کبھی کبھی ہو۔

پہلی تین شرطیں تو آسان ہیں مگر آخری تین پر عمل نادر ہے بلکہ چھٹی پر عمل سخت دشوار ہے شوق کے بعد نادراً ہونا کوئی معنی ہی نہیں، لہٰذا راہ سلامت یہ ہے کہ مطلقاً منع ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۹ امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ کھڑے ہو پیشاب کرنا جفا ہے اور سنتِ نصاری ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام سے محفوظ رکھے۔ مترجم

۵۰ مطبوع میں ص ۳۵۶ پر یوں ہے: ''والبول قائماً فی المغتسل والموارد''۔ جبکہ مخطوط میں یوں ہے: ''والبول قائماً وفی المغتسل والموارد''، اور یہی صحیح ہے، ہم نے اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ مطبوع میں ''واو'' لکھے جانے سے رہ گیا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ مترجم

۴۸۔ حالتِ جنابت میں اذان کہنا۔

۴۹۔ اسی طرح حالتِ جنابت میں بغیر کسی عذر کے مسجد میں جانا۔

۵۰۔ اختصار یعنی: نماز میں ہاتھوں کو کمر پر رکھنا[۵۲]۔

۵۱۔ نماز میں ایک کپڑے کو پورے بدن پر اس طرح لپیٹ لینا کہ کچھ دکھائی نہ دے۔

۵۲۔ اور نماز میں عبث کام کرنا، یعنی جس میں کرنے والے کے لیے کسی قسم کا فائدہ نہ ہو اور نہ وہ اِصلاحِ نماز کے لیے ہو۔

۵۳۔ کسی کے چہرے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔

۵۴۔ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا۔

۵۵۔ مسجد میں دنیاوی بات کرنا[۵۳]۔

=

[۵۱] یعنی: نماز میں رومال یا شال یا رضائی یا چادر کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں، یہ ممنوع ومکروہ تحریمی ہے اور ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک ہی مونڈھے پر ڈالا اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے دوسرا پیٹ پر، جیسے عموماً اس زمانہ میں مونڈھوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے، تو یہ بھی مکروہ ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ ۳، ص ۶۲۴)۔

[۵۲] نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ رکھنا نہ چاہیے۔ (دیکھیے بہارِ شریعت، ج۱، حصہ ۳، ص ۶۲۵)۔

[۵۳] **مسجد میں دنیاوی بات کرنا:**

کلماتِ علماء کا جائزہ لینے کے بعد دو چیزوں سامنے آتی ہیں: کہیں یہ حضرات وعیدوں کی تعبیر "دنیاوی بات" سے کرتے ہیں اور کہیں "مباح کلام" سے۔ "مباح کلام" کی مراد تو واضح ہے تاہم یہ "دنیاوی بات" سے کیا مراد ہے؟ اگر دنیاوی بات سے مراد گناہ یا بے ہودہ بات ہے تو ہر عقل مند شخص جانتا ہے کہ اس طرح کی بات کسی بھی جگہ کرنا بہر حال گناہ ہے، ہاں مسجد میں ایسا کرنا دہرے گناہ کا سبب ہے، ایک

=

=

تو گناہ کی بات اور وہ بھی مسجد میں۔۔! لہٰذا اگر یہاں دنیاوی بات سے "گناہ و بے ہودہ" بات مراد ہے تو یقیناً یہ مسجد و غیر مسجد میں کرنا ناجائز ہے، کما لا یخفی۔

اگر دنیاوی بات سے معیشت، سیاست اور معاشرت وغیرہ سے متعلق احکامِ دینی کی بات کرنا مراد لیا جائے، تو یہاں یہ ہر گز مراد نہیں، اس لیے کہ "دین" کے وسیع معنی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ مراد ہونا بھی صحیح نہیں ہے، کما ھو ظاھر۔

لیکن اگر "دنیاوی بات" سے مراد "مباح کلام" ہو تو پھر کیا حکم ہو گا۔۔؟ چنانچہ ایسی بات کرنے کی دو صورتیں ہیں، یا تو مسجد میں مطلقاً بلا ضرورت ایسی مباح بات کی جائے یا پھر ضمناً۔ پھر اگر مطلقاً مباح بات کرنا مسجد میں ناجائز ہو تو یہ عقلاً و شرعاً ناممکن نظر آتا ہے، اس لیے کہ اس میں حرج ہونے کے ساتھ ساتھ یہ مخالفِ منقول بھی ہے۔ لہٰذا کلماتِ علماء سے جو چیز منقح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ "مباح بات" بلا ضرورت مسجد میں اسی غرض سے بیٹھ کر کرنا ناجائز ہے۔

علماءِ کرام مثل علامہ عبد الغنی نابلسی اور علامہ حصکفی صاحبِ در مختار وغیرہ کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی بات سے مراد "مباح بات" ہے، یعنی: ایسی بات جو فی نفسہ سچی اور مباح ہو، نیز یہ کہ ایسی بات کو بلا ضرورت مسجد میں بالقصد بیٹھ کر کیا جائے، لہٰذا ایسی صورت میں بندہ مستحقِ وعید ہوتا ہے۔ ضرورت سے مراد ایسی جیسے معتکف اپنے حوائج ضروریہ کے لیے بات کرے[۵۳]۔ اگر مذکورہ "مراد" کو درست مان لیا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ

کیا مسجد میں مباح بات کرنا بھی مطلقاً حرام ہے؟

"در مختار" کی عبارت سے یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے نہر الفائق کے حوالے سے اطلاق کو اوجہ بتایا ہے۔ "رد المحتار" میں اس بحث کو مخالفِ منقول بتایا اور کہا کہ اس اطلاق میں شدید حرج بھی ہے۔

مسجد میں اس کی ممانعت کیوں ہے؟

ایک سوال یہ ہے کہ مسجد میں ایسی بات کا کرنا آخر منع کیوں ہے؟ جواب واضح ہے کہ مساجد اس مقصد کے لیے نہیں بنائی گئیں کہ ان میں بالقصد بیٹھ کر اس قسم کی باتیں کی جائیں، مساجد تو اس لیے ہیں

=

=

کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور عبادات وطاعات کی ادائیگی کی جائے۔

کیا عبادت کی غرض سے آنے والا دنیاوی بات ضمناً کر سکتا ہے؟

ہاں اگر عبادت کے لیے مسجد میں آیا اور ضمناً اس طرح کی بات بضرورت کر لی تو اب یہ وعید نہیں ہے، فافھم۔

مذکورہ جوابات کا ماحصل یہ ہے کہ بالقصد مسجد میں دنیاوی بات کے لیے بیٹھنا موجبِ وعید ہے، اس کے دلائل یہ ہیں، چنانچہ "فتاویٰ رضویہ" میں ہے:

"مسئلہ ۱۱۶۸: ازبسولی ضلع بدایوں مرسلہ خلیل الرحمان صاحب ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مساجد میں معاملاتِ دنیا کی باتیں کرنے والوں پر کیا ممانعت ہے اور بروزِ حشر کیا مواخذہ ہو گا؟

جواب: دنیا کی باتوں کے لیے مسجد میں جا کر بیٹھنا حرام ہے۔ "اشباہ ونظائر" میں "فتح القدیر" سے نقل فرمایا: مسجد میں دنیا کی کلام نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ یہ مباح باتوں کا حکم ہے پھر اگر باتیں خود بُری ہوئیں تو اس کا کیا ذکر ہے، دونوں سخت حرام در حرام، موجب عذاب شدید ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم"۔

"حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ" کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: "دنیا کی بات جبکہ فی نفسہٖ مباح اور سچی ہو مسجد میں بلاضرورت کرنی حرام ہے ضرورت ایسی جیسے معتکف اپنے حوائج ضروریہ کے لیے بات کرے، پھر حدیث مذکور ذکر کر کے فرمایا: معنیٰ حدیث یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہ کریگا اور وہ نامراد محروم وزیاں کار اور اہانت وذلت کے سزاوار ہیں"۔

"در مختار" میں ہے: مسجد میں کلامِ مباح کرنا حرام ہے، "ظہیریہ" میں یہ قید لگائی کہ جب اسی وجہ سے مسجد میں بیٹھے۔ لیکن "نہر الفائق" میں ہے کہ اطلاق اوجہ ہے، "رد المحتار" میں زیرِ قول "اطلاق اوجہ ہے" علامہ طحطاوی کے حوالے سے لکھا: یہ بحث منقول قول کے مخالف ہے نیز اس میں شدید حرج بھی ہے۔

=

۵۶۔ مسجد میں عبادت کے علاوہ کوئی کام کرنا۔

۵۷۔ ۵۸۔روزہ دار کا بیوی کے بدن سے بدن ملانا اور بوسہ لینا جبکہ اپنے نفس پر (جماع میں پڑنے سے) امان نہ ہو۔

۵۹۔ گھٹیا مال سے زکوٰۃ ادا کرنا۔

۶۰۔جانور ذبح کرتے وقت مبالغہ کرنا کہ حرام مغز ہی کٹ جائے۔

۶۰۔۶۱۔۶۲۔ بلا عُذرِ شرعی پانی پر اُلٹی تیر جانے والی، بدبودار اور مُردہ مچھلی کھانا۔

۶۳۔۶۴۔۶۵۔۶۶۔ حلال جانور کا مثانہ، غدود، حیا اور عضوِ تناسل کھانا[۵۴]۔

=

امام اہل سنت "رحمۃ اللہ علیہ جد الممتار علی رد المحتار"، ج۳، ص۷۴۳، میں علاوہ شامی کے قول "یہ بحث منقول قول کے مخالف ہے" پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اقول: امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں حضرت سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے سو سے زیادہ مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو مسجد میں اشعار اور امرِ جاہلیت کی چیزوں پر گفتگو کرتے ہوئے دیکھا ہے، کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ کسی بات پر مسکرا بھی دیا کرتے تھے"[۵۳]۔ (اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:) جب حدیث و فقہ کے دلائل اس طرح کے ہوں تو اس بحث کا بطلان ہی ہوتا ہے"۔

[۵۴] "فتاویٰ رضویہ"، ج۲۰، ص۲۴۰ ۔ ۲۴۱ میں ہے:

مسئلہ ۹۰: از جڑودہ ضلع میرٹھ مرسلہ سید صابر جیلانی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جانور کی کون سی چیز جائز اور حلال ہے اور کون سی چیز ناجائز و حرام ہے؟

الجواب: حلال جانور کے سب اجزاء حلال ہیں مگر بعض کہ حرام یا ممنوع یا مکروہ ہیں: (۱) رگوں کا خون

=

۶۷۔ عوام کی طرف سے تعدی نہ ہونے کے باوجود حاکم کا (زیادہ) بھاؤ مقرر کرنا۔

۶۸۔ (نکاح سے ممانعت نہ ہونے کی صورت میں) مکلف عورت کا غیر کفو سے بغیر اجازتِ ولی نکاح کرنا۔

۶۹۔ نکاحِ شغار کرنا، یعنی: ایک شخص نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح دوسرے سے کر دیا اور دوسرے نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس سے کر دیا اور ہر ایک کا مَہر دوسرے کا نکاح ہے۔

۷۰۔ بلا عذرِ شرعی بیوی کو ایک سے زائد طلاق دینا[۵۵]، اس لیے کہ جب ایک سے کام بن سکتا ہے تو زیادہ دینے کی حاجت نہیں۔

۷۱۔ اور ایک روایت کے مطابق طلاقِ بائن دینا۔

۷۲۔ حالتِ حیض میں عورت کو طلاق دینا، بر خلاف خلع کے۔

۷۳۔ اسی طرح اُس طہر میں طلاق دینا جس میں قُربت کی ہو۔

۷۴۔ طلاقِ رجعی میں بالفعل رجوع کرنا، اس لیے کہ رجوع میں اصل قول ہے مثلاً بیوی سے کہے: "میں نے تجھ سے رجوع کیا"، یا کہے: "میں نے اپنی بیوی سے رجوع کیا"۔ رہا بالفعل رجوع تو اس کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے اور راہِ اختلاف پر چلنا درست نہیں۔

=

(۲) پِتا (۳) بُھکنا (۴) و (۵) علامات مادہ ونر (۶) پیضے (۷) غدود (۸) حرام مغز (۹) گردن کے دو پٹھے کہ شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں (۱۰) جگر کا خون (۱۱) تلی کا خون (۱۲) گوشت کا خون کہ بعد ذبح گوشت میں سے نکلتا ہے (۱۳) دل کا خون (۱۴) پت یعنی وہ زرد پانی کہ پتے میں ہوتا ہے (۱۵) ناک کی رطوبت کہ بھیڑ میں اکثر ہوتی ہے (۱۶) پاخانہ کا مقام (۱۷) اوجھڑی (۱۸) آنتیں (۱۹) نطفہ (۲۰) وہ نطفہ کہ خون ہو گیا (۲۱) وہ کہ گوشت کا لوتھڑا ہو گیا (۲۲) وہ کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بے ذبح مر گیا"۔

[۵۵] چاہے ایک مجلس میں دو الگ الگ دے یا ایک کلمہ سے دو طلاقیں دے۔ مترجم

۷۵۔ رجوع میں ضرر پہنچانا۔

۷۶۔ اسی طرح نان نفقہ میں ضرر پہنچانا۔

۷۷۔ ایلاء کرنا[۵۶]۔

۷۸۔ اولاد کے درمیان عطیہ دینے میں بعض کو بعض پر ترجیح دینا، مگر جب کہ یہ علم یا صلاح کی وجہ سے ہو تو جائز ہے۔

۷۹۔ قاضی کا فریقینِ مخالفین سے (ظاہری) برتاؤ میں برابری نہ کرنا، مگر دل کے ساتھ[۵۷]۔ اس لیے کہ قاضی کو فریقین کے درمیان برابری کرنے کا حکم ہے، اس کا ترک صغیرہ ہو گا۔

۸۰۔ بادشاہ کا تحفہ قبول کرنا۔

۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ اسی طرح اُس شخص کا تحفہ قبول کرنا، جس کے مال میں حرام غالب ہو اور ایسے شخص کے ہاں کھانا کھانا اور بلا عُذرِ شرعی ایسے کی دعوت قبول کرنا۔ مثلاً اگر نہ جائے تو ایذا یا کسی قسم کی عداوت و نقصان کا باعث بنے گا، تو اب جانا گناہ نہیں۔

۸۴۔ ۸۵۔ غصب کی ہوئی زمین کے اناج سے کھانا اور اُس میں جانا اگرچہ نماز کے لیے ہو۔

۸۶۔ کسی دوسرے کی زمین میں اُس کی اجازت کے بغیر چلنا[۵۸]۔

۸۷۔ کسی جاندار کا مُثلہ[۵۹] کرنا اگرچہ چوپایہ ہو۔

---

[۵۶] **ایلاء کی تعریف:** ''شوہر کا یہ قسم کھانا کہ عورت سے قُربت نہیں کرے گا، یا یہ قسم کھانا کہ چار مہینے تک قربت نہیں کرے گا، عورت اگر باندی ہے تو اس کے ایلا کی مدت دو ماہ ہے''۔

(بہارِ شریعت، ج ۲، حصہ ۸، ص ۱۸۲)۔

[۵۷] یعنی: دل سے برابری کرتا ہو اور ظاہراً ایسا نہ لگتا ہو تو گناہ نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ مترجم

[۵۸] یعنی: جبکہ وہاں فصل یا غلہ ہو، جسے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ مترجم

۸۸۔۸۹۔ توبہ طلب کیے بغیر حربی اور مرتد کو قتل کر دینا۔

۹۰۔ مرتد عورت کو قتل کرنا، اس لیے کہ اسے قتل نہیں بلکہ قید کرنے کا حکم ہے۔

۹۱۔۹۲۔ نماز میں فرض سجدہ کی ادائیگی میں تاخیر کرنا اور اِس کا مطلقاً چھوڑ دینا، چاہے وہ داخلِ نماز واجب ہوا ہو یا خارجِ نماز۔

۹۳۔ قرآن کریم سے نماز کے لیے کچھ حصہ مقرر کر لینا[۶۰]۔

۹۴۔ جنازے کو چارپائی کے درمیان سے اُٹھانا، اس لیے کہ یہ خلافِ سنت ہے۔

۹۵۔ بلاضرورت ایک قبر میں دو مُردے دفن کرنا۔

۹۶۔ مسجد میں نمازِ جنازہ حرام ہونے والی روایت کے مطابق مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنا۔

۹۷۔ تصویر پر سجدہ کرنا۔

۹۸۔۹۹۔۱۰۰: نماز کے دوران تصویر کا آگے، برابر میں، یا سامنے ہونا[۶۱]۔

=

۵۹ یعنی: ناک، کان یا ہونٹ وغیرہ کاٹ دینا۔ مترجم

۶۰ یعنی: اس اعتقاد سے کہ اس کے بنا نماز درست نہیں ہوتی۔ مترجم

۶۱ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی تنقیح کرتے ہوئے ”جد الممتار علی رد المحتار“ ج۳، ص۴۰۴ تا ۴۱۶ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی) مفصلاً کلام لکھا ہے، ہم یہاں اُس کا خلاصہ لکھتے ہیں:

”کسی جاندار کی پوری یا آدھی تصویر کا گھر کی دیوار، الماری یا کسی دراز وغیرہ میں ہونا یا ان سے گھروں کو سجانا، کبھی نماز کو مکروہِ تحریمی کرے، کبھی مکروہِ تنزیہی اور کبھی بلا کسی کراہت کے نماز کو درست رکھے گا۔ جاندار کی تصویر یا تو بغرضِ تشبّہ رکھی جائے گی یا بغرضِ تعظیمِ تصویر یا یہ دونوں اغراض نہ ہوں گی، پھر تصویر کبھی دخولِ ملائکۂ رحمت کی مانع ہو گی اور کبھی نہیں، چنانچہ

=

۱۰۱۔ سونے کے تار سے دانتوں کو باندھنا، اس لیے کہ اس کی ممانعت آئی ہے۔

۱۰۲۔ سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنا۔

۱۰۳۔۱۰۴۔ (شہوت سے) مرد کے مُنہ کا بوسہ لینا اور اُس سے معانقہ کرنا۔

۱۰۵۔ غلام کے گلے میں کوئی نشانی لٹکانا۔

۱۰۶۔ کافر کو بلا ضرورت سلام کرنے میں پہل کرنا۔

=

۱۔ جب کسی جاندار کی تصویر بغرضِ تشبہ گھر میں رکھی جائے، یعنی: بتوں کی عبادت کے تشبہ کی غرض سے رکھی جائے، تو تصویر کا رکھنا مکروہِ تحریمی، یہ دخولِ ملائکہ کی مانع اور اس سے نماز بھی مکروہِ تحریمی ہوگی۔

۲۔ جب کسی جاندار کی تصویر بغرضِ تعظیمِ تصویر گھر میں رکھی جائے، تو تصویر کا رکھنا مکروہِ تحریمی، یہ دخولِ ملائکہ کی مانع، لیکن اس سے نماز مکروہِ تنزیہی ہوگی۔

فائدہ: تشبہ میں تعظیم ہوتی ہے جبکہ صرف تعظیم میں تشبہ کا ہونا لازم نہیں، نیز اگر تصویر آدھی ہو، یا ایسے اعضاء نہ ہوں، جن کے بغیر حیات ممکن نہیں، تو ایسی تصویر تشبہ کی مانع ہے، اس لیے کہ بتوں کے پجاری پوری تصویر کی پوجا کرتے ہیں، آدھی کی نہیں۔ اگر تصویر کسی موضعِ اِہانت پر ہو یا اتنی چھوٹی ہو کہ سمجھنے میں نہ آئے، تو کسی قسم کی کراہت کا باعث نہیں ہے، **فَتَأَمَّلْ وَلَا تَعْجَلْ فَتَزِلَّ۔**

۳۔ جب کسی جاندار کی تصویر نہ بغرضِ تشبہ ہو اور نہ ہی بغرضِ تعظیم، تو مذکورہ احکام نہیں، یعنی: نہ کسی قسم کی کراہت رکھنے میں اور نہ نماز میں، واللہ تعالیٰ اعلم ''اھ۔

ایک شُبہ کا اِزالہ: کسی بھی مسلمان کے بارے میں یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ جاندار کی تصاویر اپنے گھر میں بغرضِ تشبہ رکھتا ہے، رہا مسئلہ بغرضِ تعظیم رکھنا تو اس پر حکم لگانا بھی مشکل نظر آتا ہے، کیونکہ ہر شخص اپنے بارے میں زیادہ جاننے والا ہے۔ نیز اس تحقیق سے یہ ضرور واضح ہوا کہ اگر ابتدائی دو صورتیں نہ ہوں تو بغرضِ ضرورت تصویر کا ہونا کسی کراہت کا موجب نہیں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (مترجم)

۱۰۷۔ فتنہ پروروں کو ہتھیار بیچنا۔

۱۰۸۔۱۰۹۔ ۱۱۰۔ خصی شخص کو نوکر بنانا، اُس کو غلام بنانا اور اُس کی کمائی استعمال کرنا، اس لیے کہ مرد کا خصی ہونا کبیرہ گناہ ہے۔

۱۱۱۔ بچہ کو ایسا لباس پہنانا جس کا پہننا بالغ کے لیے بھی جائز نہ ہو۔

۱۱۲۔ معتمد قول کی بنا پر مرد کا اپنے لیے گنگنانا[٦٢]۔

۱۱۳۔ قصد (نیت) نہ کر کے عبادت کو ضائع کرنا۔

۱۱۴۔ بیوی یا باندی سے عاقل کی موجودگی میں جماع کرنا اگرچہ وہ سورہا ہو۔

۱۱۵۔۱۱۶۔ ایسے امیر کی تعظیم کے لیے نکلنا جو مستحقِ تعظیم نہ ہو۔ یا مستحقِ تعظیم تو ہے مگر سڑک پر چلنے والوں کو تنگی ہوتی ہو (تو اب نہ نکلے)۔

۱۱۷۔ اَذان سُننے کے بعد گھر میں ہی اِقامت کا انتظار کرنا، یعنی: سنت ادا کیے بغیر گھر بیٹھے انتظار کرنا، اس لیے کہ مسجد میں وقار و سکون کے ساتھ نماز کا انتظار کرنا مسنون ہے۔ افضل یہ ہے کہ بندہ گھر میں سنت ادا کرے پھر مسجد کی طرف نکلے۔

۱۱۸۔ روزے کے علاوہ سیر ہو کر کھانے سے زیادہ کھانا۔

۱۱۸۔ ۱۱۹۔ بھوک اور آمدِ مہمان کے بغیر کھانا کھانا۔

۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ عالم، صالح یا والد کے سوا کسی کا ہاتھ چومنا۔

۱۲۳۔ ہاتھ (کے اشارے) سے سلام کرنا، اس لیے کہ یہ کفار کی عادت ہے۔

۱۲۴۔ قاری کا اپنے والد اور استاد کے غیر (جو صالح یا عالم نہ ہو) کے لیے کھڑا ہونا۔ یعنی: جبکہ

---

[٦٢] اس گنگنانے کے گناہ ہونے کی شرائط نمبر ۵۳ میں مذکور ہیں۔ مترجم

وہ قرآن پڑھ رہا ہو اور کوئی آجائے۔ رہا والد اور استاد کے لیے گھر میں کھڑا ہونا، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۲۵۔ حائضہ اور باندی سے استبراء[۶۳] سے پہلے جماع کرنا۔

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صغیرہ گناہوں میں سے یہ بھی ہیں:

۱۲۶۔ مسلمان سے بد گمانی کرنا، اس لیے کہ از قسمِ ایذاءِ مسلم ہے اور یہ ممنوع ہے۔

۱۲۷۔ حسد کرنا[۶۴]۔ حدیث میں ہے: ”حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو“۔

۱۲۸۔ تکبر کرنا۔

۱۲۹۔ خود پسندی کرنا۔ بعض علماءِ نے تکبر و خود پسندی کو کبیرہ گناہوں سے شمار کیا ہے۔

۱۳۰۔ لہو و لعب سُننا۔

۱۳۱۔ بلا عُذر جنبی کا مسجد میں بیٹھنا۔

۱۳۲۔ مسلمان کی غیبت سنتے وقت خاموش رہنا۔ یعنی: جب کہ روکنے پر قادر ہو اور نہ روکے، کیونکہ قدرت کے وقت روکنا واجب ہے اور اس کا ترک گناہ۔

---

[۶۳] **استبراء کی تعریف:** شریعتِ مطہرہ کی ایک مقررہ مدت تک جماع نہ کرنا، تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ اُس باندی کے رحم میں نطفہ ٹھہرا ہوا نہیں ہے۔ مترجم

[۶۴] حسد کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص میں خوبی دیکھی اس کو اچھی حالت میں پایا اس کے دل میں یہ آرزو ہے کہ یہ نعمت اس سے جاتی رہے اور مجھے مل جائے اور اگر یہ تمنا ہے کہ میں بھی ویسا ہو جاؤں مجھے بھی وہ نعمت مل جائے یہ حسد نہیں اس کو غبطہ کہتے ہیں جس کو لوگ رشک سے تعبیر کرتے ہیں۔

(بہارِ شریعت، ج۳، حصہ ۱۶، ۵۴۲)۔

۱۳۳۔ ۱۳۴۔ مصیبت کے وقت بین کرنا اور گالوں پر طمانچے مارنا۔

۱۳۵۔ ایسے شخص کا لوگوں کی امامت کرنا، جسے وہ ناپسند کرتے ہوں، اُس میں کوئی عیب بھی نہ ہو۔ شارح کہتے ہیں کہ بلکہ اس کو گناہِ کبیرہ میں سے ہونا چاہیے اگرچہ علماء نے اسے کبائر میں شمار نہیں کیا۔

۱۳۶۔ خطبہ کے وقت کلام کرنا[۶۵]۔

۱۳۷۔ مسجد میں لوگوں کی گردنیں پھلانگنا[۶۶]۔ اس لیے کہ اس کی ممانعت آئی ہے اور اس میں لوگوں کو تکلیف پہنچانا بھی ہے۔

۱۳۸۔۱۳۹۔ مسجد کی چھت یا اُس کے راستے میں نجاست پھینکنا۔

---

[۶۵] مسئلہ: خطبہ نمازِ جمعہ کا ہو، عیدین کا، نکاح کا یا حج کا، ہر ایک کو خاموشی سے سُننا ضروری ہے۔ مترجم

[۶۶] مسئلہ: گردنیں پھلانگنا اس وقت منع ہوگا۔۔۔ ۱۔ جب لوگوں کے کپڑوں کو روندتا ہوا جایا جائے، ۲۔ اِن کے ہاتھ، پاؤں یا جسم کے کسی حصہ کو تکلیف دیتا ہوا جایا جائے، ۳۔ آگے صف میں جگہ نہ ہونے کے باوجود آگے بڑھا جائے، ۴۔ صفوں میں کشادگی کے ہوتے ہوئے بھی گردنیں پھلانگتے ہوئے جایا جائے اور ۵۔ یہ کہ اپنے خواہ دوسرے کے لیے مانگنے کے واسطے گردنیں پھلانگی جائیں۔

اگر ان میں سے کچھ نہ ہو، تو گردنیں پھلانگ کر آگے جانا بالاتفاق "جائز" ہے اور یہی حدیث کا مطلوب ہے، چنانچہ "رد المحتار"، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع میں ہے: "وَقَالَ ط فَالْكَرَاهَةُ لِلتَّخَطِّي الَّذِي يَلْزَمُهُ غَالِبًا الْإِيذَاءُ وَإِذَا كَانَتْ هُنَاكَ فُرْجَةٌ يَمُرُّ مِنْهَا لَا تُخَطَّى فَلَا كَرَاهَةَ كَمَا يُؤْخَذُ مِنْ مَفْهُومِهِ"۔ (رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، مکتبۂ رشیدیہ، کوئٹہ، جلد۹، ص۶۸۷-۶۸۸)۔

ترجمہ: "علامہ طحطاوی نے فرمایا: گردنیں پھلانگنا اُس وقت مکروہ ہے جب اس سے ایذاء پہنچنا لازم آئے۔ ہاں جب وہاں (صفوں میں) کشادگی ہو اس سے گزر کر جائے اور گردنیں نہ پھلانگی جائیں، تو کوئی کراہت نہیں جیسا کہ مفہومِ مخالف سے معلوم ہوتا ہے"۔ مترجم

۱۴۰۔ سات سال سے بڑے بچے کے ساتھ سونا۔

۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ حالتِ جنابت، حالتِ حیض، یا حالتِ نفاس میں قرآن کی تلاوت کرنا۔

یہاں فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

اسی طرح گناہِ صغیرہ میں سے یہ بھی ہیں:

۱۵۳۔ باطل میں غور و خوض کرنا، جیسے بادشاہوں اور امیروں کی مالداری یاد کرنا۔

۱۵۴۔ فضول بات کرنا۔

۱۵۵۔ ضروری بات میں (بے جا) اِضافہ کرنا۔

۱۵۶۔ تعریف کرنے میں حد سے بڑھنا۔

۱۵۷۔ حلق پھاڑ کر زور سے گفتگو کرنا۔

۱۵۸۔ ۱۵۹۔ بہ تکلف مسجع اور فصاحت سے کلام کرنا[۶۷]، کیونکہ اس میں تصنع پایا جاتا ہے۔

۱۶۰۔ بے ہودہ بات کرنا۔

۱۶۱۔ گالی گلوچ کرنا۔

۱۶۲۔ بدزبانی کرنا۔

۱۶۳۔ بہت زیادہ مزاح کرنا۔ اس لیے کہ ایسا کرنے سے دل مُردہ ہو جاتا ہے۔

۱۶۴۔ راز فاش کرنا، کیونکہ اس سے آپس میں کینہ اور نفرت پھیلتی ہے۔

۱۶۵۔ دوستوں اور جاننے والوں کے ادائیگیِ حق میں سُستی کرنا۔

---

[۶۷] ایک ہے کلام میں سجع کا لانا اور ایک ہے سجع کا آنا، بہ تکلف لانا منع کیا گیا ہے، آنا منع نہیں۔ مترجم

۱٦٦۔ وعدہ کرتے وقت پورا نہ کرنے کا قصد کرنا۔ ہاں اگر پورا کرنے کا قصد تھا لیکن کسی مجبوری یا بھول کی وجہ سے پورا نہ کیا تو یہ حکم نہیں۔

۱٦٧۔ حُرمتِ دین کے علاوہ کسی چیز کے لیے غصہ کرنا۔ اس لیے کہ ایسا غصہ کرنا نفس کے امارہ ہونے کی دلیل ہے اور ہمیں اس سے بچنے کا حکم ہے۔ رہا کسی حُرمتِ دینی کے لیے غصہ کرنا تو یہ قابلِ تعریف بلکہ باعثِ اجر وثواب ہے۔

۱٦٨۔ غیرت کا کمزور ہونا، جیسے کوئی شخص عزت وآبرو کے درپے ہو رہا ہو اور یہ سستی کی وجہ سے اُسے کچھ نہ کہے۔

۱٦٩۔ زکوٰۃ کی فوراً ادائیگی میں تاخیر کرنا۔

۱٧٠۔ حج کی ممکنہ فوراً ادائیگی میں تاخیر کرنا، مگر "فتاویٰ کبری" میں منقول ہے کہ فتوی اس بات پر ہے کہ زکوٰۃ وحج میں تاخیر کرنے سے عدالت ساقط ہو جائے گی، تو معلوم ہوا کہ یہ تاخیر کبیرہ گناہ ہے۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اسے گناہِ کبیرہ میں شمار کیا ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس معاملہ میں دو اقوال ہیں۔

۱٧١۔ جماعت کو ہلکا سمجھتے ہوئے ترک کرنا، نہ کے کسی تاویل کے سبب۔

۱٧٢۔ ۱٧٣۔ ۱٧٤۔ (بے جا) کھڑے ہو کر یا خرید وفروخت کے ذریعے راستہ بند کرنا۔ اس لیے کہ اس سے چالنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اور یہ ممنوع ہے۔

۱٧٥۔ ۱٧٦۔ تعصب رکھنا اور چاپلوسی کرنا۔ یہ دونوں ایسے رذیلہ اخلاق سے ہیں کہ جنہیں ترک کیے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

۱٧٧۔ مسلمان کا ذمی کو "اے کافر" کہنا، جبکہ اُسے تکلیف پہنچتی ہو۔

۱۷۸۔ ان کلمات سے دعا کرنا: "مَقْعَدُ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ" اور "فلاں کے حق کے وسیلہ سے" [۶۸]۔ اس لیے کہ ان کلمات کے معانی شانِ اُلوہیت کے لائق نہیں ہیں۔

کبیرہ وصغیرہ کی تعریف:

اگر کبیرہ گناہ کی تعریف معلوم ہو جائے تو صغیرہ گناہ کی آپ ہی تعریف معلوم ہو جائے گی۔ علماءِ کرام کا کبیرہ گناہ کی تعریف میں اختلاف ہے، چنانچہ

۱۔ استاذ شیخ ابو الحسن اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور انہی کی پیروی شیخ علی بن عبد الکافی سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے: اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اُس کے شدید عذاب کی طرف نظر کرتے ہوئے "ہر گناہ" کبیرہ ہے، اس میں مطلقاً صغائر کی نفی کی ہے۔

---

۶۸ مسئلہ: وسیلہ کے سبب سے دعا کرنا دو طرح کا ہے، ایک حقِ فضلی اور ایک حق جبری۔

حقِ فضلی: اس کا معنی یہ ہے کہ کسی نبی علیہ السلام یا ولی اللہ یا نیک وصالح کو بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ بنایا جائے اس اُمید پر کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس مقربِ بارگاہ کے وسیلے کو قبول فرما کر جو مانگا عطا کر دے گا۔ جیسے حدیث میں تعلیم کی گئی یہ دعا: (اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِيَ اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ)۔

یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبیِ رحمت محمد کے وسیلے سے، اے اللہ کے رسول! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی اس حاجت کے لیے متوجہ ہوتا ہوں، تاکہ یہ پوری ہو جائے، اے اللہ میرے حق میں حضور کی سفارش قبول فرما"۔

حقِ جبری: اس کا معنی یہ ہے کہ کسی نبی علیہ السلام یا ولی اللہ یا نیک وصالح کو بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ بنایا جائے اور یہ تصور کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ پر گویا (معاذ اللہ) اب لازم ہو گیا کہ وہ دعا قبول کرے، علماءِ نے جہاں نے بھی کسی مخلوق کے وسیلہ سے دعا کرنے کو منع فرمایا ہے، وہ یہی "حقِ جبری" ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ مترجم

علماءِ کرام نے اس قول کی تضعیف اس آیت کی ہے:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ○ ترجمہ: "اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے"۔ (سورۃ النساء: ۴/۳۰)

"اور گناہ" سے مراد صغیرہ ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ان گناہوں کا وجود ہے۔

۲۔ جس میں حد لازم ہوتی ہو۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بہت سے گناہ ایسے ہیں، جن کے کبیرہ ہونے پر شارع علیہ السلام کی نص (تصریح) موجود ہے، مگر اُن پر حد نہیں، جیسے سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد کے دن میدان سے بھاگنا، والدین کی نافرمانی کرنا، مسلمان پر بہتان لگانا وغیرہ، کہ ان پر حد نہیں، کیونکہ حد اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ایک سزا ہے، پس اس سے قصاص خارج ہو گیا کیونکہ وہ بندے کا معاملہ ہے۔

یہ قول "خلاصۃ الفتاویٰ" میں ذکر کرنے کے بعد فرمایا: لیکن ہمارے اصحاب اسے کبیرہ کی تعریف میں اختیار نہیں کرتے۔

۳۔ جس میں حد یا قتل کیا جاتا ہو۔ اس پر وہی سابق اعتراض ہوتا ہے سوائے قتل کے۔

۴۔ اکثر فقہاءِ کرام فرماتے ہیں کہ کبیرہ وہ ہے جس کے کرنے پر خصوصیت سے قرآن وسُنت میں وعید آئی ہو۔

بعض محققین نے اسے ترجیح دی ہے کیونکہ یہی زیادہ موافق ہے، اُس تفصیل کے جو انہوں نے کبیرہ گناہوں میں ذکر کی ہے۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ علماء نے مصیبت پر نوحہ کرنے کو صغیرہ شمار کیا ہے، حالانکہ اس پر وعید آئی ہے، اور اس طرح کے بہت سے گناہ ہیں، جن میں وعید آئی ہے، جیسا کہ کتاب "المشارق والمصابیح" میں مذکور ہے۔

۵۔ ”جمع الجوامع“ میں ہے: مختار قول امام الحرمین کے موافق یہ ہے کہ ہر وہ جُرم، جس کے ارتکاب کرنے والے کے دین اور دیانت میں کمی آجاتی ہو، اھ۔

اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ تواِن پانچ صغیرہ گناہوں کو بھی شامل ہے، جیسے حائضہ اور باندی سے استبراء سے پہلے وطی کرنا، جنبی کا تلاوتِ قرآن کرنا، زکوٰۃ وحج کی ادائیگی میں تاخیر، اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے خود کو محفوظ سمجھنا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا، اس لیے کہ ان سب کے مرتکب کے دِین ودیانت میں کمی آجاتی ہے، تو لازم ہے کہ یہ سب کبائر میں شامل ہوں حالانکہ مؤلف نے انہیں صغیرہ میں شمار کیا ہے۔ شارح کہتے ہیں کہ اس کا یہ جواب ممکن ہے کہ یہ تعریف بہت سے گناہوں کو شامل نہیں ہے، جیسا کہ ماقبل تعریف شامل ہے۔

٦۔ جس گناہ پر بندہ اِصرار کرے وہ کبیرہ ہے اور جس سے بندہ بخشش طلب کرلے وہ صغیرہ ہے۔

اس تعریف کا حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہر وہ گناہ کبیرہ ہے، جس سے بندہ توبہ نہ کرے اور ہر وہ گناہ صغیرہ ہے، جس سے بندہ توبہ کرلے۔

اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ تعریف اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جب بندہ گناہِ صغیرہ کا مرتکب ہو اور اُس سے توبہ نہ کرے اور نہ اُس کا اعادہ کرے، وہ کبیرہ ہوجائے گا، حالانکہ معاملہ اس طرح نہیں۔

۷۔ جس کا فساد، اُس چیز کے فساد کی طرح ہو، جو حدیث میں منصوص ہو، وہ کبیرہ ہے۔

اس قول کو ابن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے، اِس میں جو اِبہام ہے وہ کسی طرح پوشیدہ نہیں۔

۸۔ ''کفایہ'' میں ہے: حق یہ ہے کہ کبیرہ اور صغیرہ اِضافی اسماء ہیں، جن کی ذات کی معرفت نہیں ہوتی، لہٰذا ہر وہ گناہ، جس کی اِضافت اپنے سے اوپر والے گناہ کی طرف کی جائے وہ صغیرہ ہے اور جس کی اِضافت اُس سے کم والے گناہ کی طرف کی جائے تو وہ کبیرہ ہے، اھ۔

علامہ عینی اور زیلعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی تعریف زیادہ اوجہ ہے۔

اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مخالف ہے:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ○ ترجمہ: ''اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے، تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے''۔ (سورۃ النساء: ۴/۳۱)

یہ آیت کبائر اور صغائر دونوں کا اِفادہ کرتی ہے۔

اور یہ بھی اعتراض ہوتا ہے کہ جو کچھ ''کفایہ''[۶۹] میں ہے کہ گناہ تمام کے تمام یا تو کبائر ہوں گے یا صغائر۔ پس اگر سب کے سب کبائر ہیں تو کفّارہ کن کا دیا جائے گا؟ اور اگر سب کے سب صغائر ہیں، تو وہ کبائر کون سے ہیں جن سے بچا جائے گا۔

پس اگر یہ کہا جائے کہ کبائر سے مراد وہ گناہ ہیں جن میں کفر کے جُزئیات ہوں، جیسا کہ علامہ تفتازانی نے ''شرح عقائد'' میں ذکر کیا ہے۔

تو مَیں (ابن نجیم مصری) کہتا ہوں: یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس سے لازم ہوتا ہے کہ اگر وہ اقسامِ کُفر سے بچے تو اِس کے علاوہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، پس اس بنا لازم آتا ہے کہ کفر سے اجتناب کرنے کی وجہ سے مؤمن سے قتل اور زنا کی حدود کا کفارہ ہو جائے،

---

[۶۹] مخطوط میں ''کفایہ'' کی جگہ ''ہدایہ'' ہے، جو تصحیف ہے۔ مترجم

حالانکہ اس بات کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

شارح کہتے ہیں: اس کا یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ آیت میں خطاب کافروں سے ہے مسلمانوں سے نہیں۔ لہٰذا اب معنی یہ ہو گا کہ جب کافر مسلمان ہو جائے تو اسلام حالتِ کفر میں کیے گئے قتل اور زنا کا کفارہ ہو جائے گا۔

۹۔ "عنایہ" میں بعض سے منقول ہے: کبیرہ گناہ، حرام لعینہ کام ہے، اھ۔

اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بہت سے کام حرام لغیرہ ہیں جیسے مسلمان پر بہتان لگانا، مسلمانوں کی شوکت کم ہونے کی وجہ سے میدانِ جہاد سے بھاگنا حرام ہے، انساب کی حفاظت کے لیے زنا حرام ہے اور عقلوں کی حفاظت کے لیے شراب کا حرام ہے۔

۱۰۔ جس کی حُرمت نصِ قرآنی سے ثابت ہو وہ کبیرہ ہے، اسی طرح "فتح القدیر" میں ہے۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس قول کی بنا پر بہت سے ایسے گناہ کبیرہ ہونے سے نکل جائیں گے جن کی ممانعت سُنت سے ثابت ہے۔

۱۱۔ امام خواہر زادہ سے منقول ہے کہ کبیرہ وہ ہے جو حرام محض ہو، جسے شریعت مطہرہ میں "فاحشہ" کہا جاتا ہے جیسے لواطت، یا جس پر دنیا میں خالص حد کی سزا مشروع ہو یا آخرت میں جہنم کی وعید سُنائی گئی ہو۔

۱۲۔ شیخ الاسلام علامہ عینی "شرح ہدایہ" میں ذکر کرتے ہیں کہ اَصح یہ ہے کہ کبیرہ گناہ وہ ہے جو مسلمانوں کے درمیان شنیع سمجھا جاتا ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کی کسی حُرمت والی چیز اور دین کی ہتک ہوتی ہو، یہی شمس الائمہ حلوانی سے منقول ہے۔(اھ کلام ختم ہوا)

عدالت کی تعریف:

محقق ابن نجیم مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"تحریر" میں فرمایا: عدالت ایک ایسا وصف ہے جو تقویٰ، مروت اور شریعت کو لازم کرنے پر اُبھارتا ہے۔ اس کا ادنیٰ درجہ کبائر کو ترک کرنا، صغائر پر اِصرار نہ کرنا اور مروت میں خلل ڈالنے والے اُمور کو چھوڑنا ہے۔

محقق علی الاطلاق "فتح القدیر" میں فرماتے ہیں: "فتاویٰ صغریٰ" میں جو ذکر ہے کہ "عادل وہ ہے جو تمام کبائر سے بچتا ہو، یہاں تک کہ اگر کسی کبیرہ کا مرتکب ہوا تو اُس کی عدالت ساقط ہو جائے گی، صغائر میں اعتبار غلبہ کا ہے جس کے سبب وہ کبیرہ ہو جائیں گے "تو یہ بات عمدہ ہے، فتاویٰ صغریٰ میں اسے "اَدب القاضی للخصاف" سے نقل کیا ہے اور اسی پر تعویل کی گئی ہے۔ (اھ کلام ختم ہوا)۔

اسی "فتح القدیر" میں ہے: حاصلِ کلام یہ ہے کہ مروت کا ترک کرنا عدالت کو ساقط کر دیتا ہے۔

مروت کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ انسان ایسا کام نہ کرے جس سے معذرت کرنی پڑے اور اہلِ فضل کے نزدیک مرتکب کے مرتبہ کو کم کر دے۔

ایک قول یہ ہے کہ حُسنِ سمت، زبان کی حفاظت، کم عقل اور پاگلوں سے بچنا اور تمام بُرے اخلاق سے بچنا مروت ہے۔

سخف: کم عقل والا ہونا۔ اہلِ زبان کہتے ہیں: "ثَوْبٌ سَخِيْفٌ" کپڑا باریک ہے، یعنی: جبکہ اُس میں کم سوت ہو۔ (اھ کلام ختم ہوا)۔

عجیب تر گناہِ کبیرہ کی تعریف وہ ہے جو "خلاصۃ الفتاویٰ" میں ہے: ہمارے علماء نے اس کی بنیاد تین معانی پر رکھی ہے:

پہلا: جو مسلمانوں کے درمیان شنیع تصور کیا جاتا ہو اور اس کے کرنے میں اللہ تعالیٰ کی کسی چیز کی حرمت کی ہتک ہوتی ہو۔

دوسرا: اس سے مروت اور کرامت ختم ہو جاتی ہو، چنانچہ ہر وہ فعل جو مروت اور کرامت کو ختم کرنے والا ہو، کبیرہ ہے۔

تیسرا: اور یہ کہ بندہ گناہ اور بُرائیاں کرنے پر مصر ہو۔ (اھ کلام ختم ہوا)

اس تعریف میں اُس چیز کو کبیرہ کہا ہے جو مروت میں خلل ڈالے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ مروت میں کچھ مباح (جائز) چیزیں، کچھ صغیرہ اور کچھ کبیرہ بھی خلل ڈالتی ہیں۔ نیز تیسرا معنی علماءِ احناف کی مراد ہر گز نہیں۔

"تحریر" میں ہے: جو کام مروت میں مخل ہوں اور گھٹیاپن پر دلالت کرتے ہوں، وہ صغیرہ ہیں، جیسے ایک لقمہ چُرانا، بیانِ حدیث پر اُجرت کی شرط لگانا، کچھ مباح کام مثلاً بازار میں کھانا، راستے میں پیشاب کرنا، ایسے مزاح کی کثرت جو توہین کی طرف لے جائے، کمینوں کی صحبت اختیار کرنا، لوگوں کو کم تر جاننا اور اس (آخری کام) کی اباحت میں نظر ہے۔ اسی طرح یہ کام مثلاً معمولی پیشہ اختیار کرنا جیسے کپڑا بننے اور رنگ ریزی کا پیشہ، فقیہ کا قبا وغیرہ پہننا اور کبوتر بازی کرنا مباح شمار کیا گیا ہے۔

راستے میں پیشاب کرنے کو مباح کہنے میں نظر (کلام) ہے، کیونکہ اس سے مراد لوگوں کے سامنے ستر کھولنا ہے، جیسا کہ خود محقق نے "فتح القدیر" میں صراحت کی ہے۔ ہاں اگر ضرورت کے وقت راستے میں باپردہ پیشاب کرنا مراد ہو تو درست ہے۔ اسی طرح "تحریر" میں مروت میں مخل چیزوں میں یہ بھی ذکر کی ہیں: صرف شلوار پہن کر گھومنا،

لوگوں کے درمیان پاؤں پھیلانا، ایسی مجلس میں سر کھلا رکھنا جہاں اسے بے ادبی سمجھا جاتا ہو اور بوڑھے کا نو عمر لڑکوں سے جامع مسجد میں بحث ومباحثہ کرنا۔

محقق علی الاطلاق نے فرمایا: طفیلی کی، ناچنے والی کی، اندازے سے گفتگو کرنے والے کی اور مسخرے کی شہادت بغیر کسی اختلاف کے مقبول نہیں، انتہی۔

"عُباب" میں گذشتہ اُمور میں سے کچھ ذکر کرنے کے بعد کہا: مروت میں خلل ڈالنے والے اعمال میں سے یہ بھی ہے: عُرف وعادت کی وضع کے علاوہ کوئی وضع قطع اختیار کرنا، لہٰذا ایسا کرنے والے کی گواہی مقبول نہیں، مثلاً فقیہ کا اپنے علاقے کے علاوہ طرز کا قبا اور ٹوپی پہننا۔ اسی طرح اس کا ان دونوں کے معاملہ میں تردد کرنا، جبکہ عادت نہ بنائی ہو۔ تاجر کا ساربان کے طرز کا اور ساربان کا عالم کی طرز کا لباس پہننا۔ ساربان کا عمدہ خچر پر سوار ہو کر بازار میں پھرنا اور اپنے آپ کو ہنسی بنانا، یا ایسے شخص کے ساتھ بازار میں ننگے سر اور بدن چلنا جس کے ساتھ یہ مناسب نہ ہو، بلا بھوک وپیاس کی شدت کے، بازاری کے سوا کسی کا وہاں کھانا پینا۔ راستہ میں کھانا پینا اور پیشاب کرنا، بلا ضرورت کھڑے ہو کر پیشاب کی عادت اپنانا، لوگوں کے درمیان بلا عذر پاؤں پھیلانا، اسی طرح بغل کا نال نوچنا اور اُن کے درمیان اپنے سامعین میں سے کسی کا بوسہ لینا، بلا وجہ ڈاڑھی کا بال نوچنا، بیوی کے معاملاتِ خلوت کا ذکر کرنا، اور اُس سے ایسے ملاعبت کرنا کہ کوئی دوسرا سُنتا ہو، ہنسانے والی باتوں کی کثرت کرنا، گھر والوں، پڑوسیوں یا نوکروں کے ساتھ بد سلوکی کرنا، گھٹیا چیز سے دعوتِ طعام کرنا، بلا ضرورت سلطان (حاکمِ وقت) کے علاوہ کسی کا بغیر اِجازت وبنا دعوت ولیمہ کی محفل میں جانا، کسی مہذب شخص کا از راہِ بخل پانی اور کھانے کی نقل وحمل کرنا، نہ کے سلف صالحین کی اقتدا اور انکساری کی وجہ سے۔

اسی طرح جو ملے پہن لینا، یا جو چیز جہاں سے ملے اُسے کھالینا، جبکہ ایک آدھ بار تکلف کو دور کرتے ہوئے ہو، نیز اُس کی صداقت بھی معلوم ہوتی ہو (کہ اُس نے زمین پر پڑا ہوا اُٹھا کر پہنا یا کھایا ہے)۔

شیخ الاسلام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے "بنایہ" میں ذکر کیا ہے کہ اس پر اجماعِ علماء ہے کہ جس نے مروت میں خلل ڈالنے والے کام کا ارتکاب کیا اس کی گواہی مقبول نہیں، اھ۔

یاد رہے یہ ایسی چیز ہے جو ایک ہی شخص میں اختلافِ افراد، اختلافِ زمان اور مکان کی وجہ سے مختلف ہوتی ہے، "عتابیہ" میں ہے: بازاروں میں (بلا ضرورت) بہت چیخنے چلانے والے کی گواہی مقبول نہیں، اھ۔

تنبیہات:

۱۔ گذشتہ تعریفات میں سے بعض کی تشریح اور اُن کی مراد:

علماء فرماتے ہیں: قرآن بھولنا کبیرہ ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ مصحف شریف سے دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے، یہ مراد نہیں کہ حفظ نہ ہو۔

قتل کرنا، جب عمداً ہو تو گناہِ کبیرہ ہو گا۔ رہا قتلِ خطا تو وہ کبیرہ نہیں، لہٰذا صغیرہ ہونا چاہیے، کیونکہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ ثابت قدمی چھوڑنے کی وجہ سے قتلِ خطا باعثِ گناہ ہے، اسی لیے گناہ مٹانے کے لیے اس میں کفارہ واجب ہوتا ہے۔

پاک دامن مسلمان عورت پر تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے، جبکہ نابالغہ، باندی یا آزاد بے باک عورت پر تہمت لگانا صغیرہ ہے۔ راویِ حدیث اور زنا کے گواہ پر جرح کرنا، جبکہ اسے جانتا ہو، واجب ہے۔ جب بیوی بچہ جنے تو شوہر کا اُس پر تہمت لگانا مباح ہے، جبکہ وہ یہ جانتا ہوں کہ یہ اُس کا بچہ نہیں ہے اور ایک قول واجب کا ہے۔

چغلی کھانا: بات کا دوسرے تک فساد پیدا کرنے کے لیے منتقل کرنا چغلی ہے، رہا نصیحت کے اِرادے سے منتقل کرنا تو یہ واجب ہے۔

قطعِ رحم: علماءِ کرام کا اس کی تشریح میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ رشتہ دار کے ساتھ بُرا سلوک کرنا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اُن کے ساتھ بھلائی نہ کرنا ہے۔ ترجیح میں اختلاف ہے ہمارے مذہب حنفی کے موافق دوسرا قول ہے، کیونکہ علماء فرماتے ہیں کہ قریبی رشتہ دار کا نان فقہ واجب ہے۔

اس میں اختلاف ہے کہ کون سے قرابت داروں سے صلۂ رحمی کرنا واجب ہے۔ ایک قول ہر ذی رحم کا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ جن سے محرمیت کا رشتہ ہو، اُن سے واجب ہے۔ ہماری فقہ سے قریب دوسرا قول ہے، کیونکہ علماء نے وجوبِ نفقہ کے لیے محرمیت کی شرط رکھی ہے کہ اگر کوئی اپنے محرم کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور اُس کا نفقہ واجب۔

۲۔ اس میں اختلاف ہے کہ خالہ کی نافرمانی کرنے کا حکم ماں کی طرح اور چچا کی نافرمانی کرنے کا حکم باپ کی طرح ہے یا نہیں، معتمد قول یہ ہے کہ ان دونوں کا حکم اُن کی طرح نہیں۔

۳۔ خسیس (گھٹیا) چیزوں کے علاوہ ناپ تول میں خیانت کرنا، گناہِ کبیرہ ہے، جبکہ خسیس چیزوں میں گناہِ صغیرہ ہے۔

۴۔ ''دیاثت'': شوہر کا بیوی کے بُرے کام کو اچھا جاننا ہے۔

۵۔ ''قیادت'': مرد کا بیوی کے سوا کسی اور کے بُرے کام کو اچھا جاننا ہے۔

٦۔ "مِراء": کسی کے کلام پر اعتراض کرتے ہوئے یہ بتانا کہ اُس کے کلام یا معانی میں خلل ہے۔ یہ مذموم فعل ہے جبکہ دینی باتوں میں نہ ہو۔

٧۔ "مجادلہ": دوسرے کے کلام میں نقص نکالنا اور عاجز کرنے کا ارادہ کرنا۔

٨۔ "مداہنت": دین کو دنیا کے بدلے بیچنا ہے۔

٩۔ "مداراتِ مسنونہ": دنیا کو دین کے بدلے بیچنا ہے۔

دوسری تنبیہ:

١٠۔ فقہائے کرام نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خُفیہ تدبیر سے خود کو محفوظ سمجھنا اور اُس کی رحمت سے مایوس ہونا کبیرہ گناہ ہیں۔ "عقائدِ نسفی" میں ہے: "اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا کُفر ہے اور اللہ تعالیٰ کی خُفیہ تدبیر سے خود کو محفوظ سمجھنا کفر ہے"۔ ان میں توفیق کی ضرورت ہے۔

جواب: مایوسی کا کفر ہونا اس وجہ سے ہے کہ گناہوں (کی بخشش) کے لیے رحمت کی وسعت کا انکار ہوتا ہے اور خفیہ تدبیر سے خود کو محفوظ سمجھنا، کُفر اس اعتقاد کی وجہ سے ہوتا ہے کہ کوئی خفیہ تدبیر ہی نہیں ہے۔ اور مایوسی سے فقہاء کی مراد یہ ہے کہ اپنے گناہوں کو زیادہ جاننا اور اُن کی معافی کو بعید سمجھتے ہوئے مایوس ہونا کُفر ہے۔ اور خفیہ تدبیر سے محفوظ سمجھنے سے مراد یہ ہے کہ اُس ذات پر اُمید کا غلبہ اِس حد تک ہونا کہ وہ "امن" کی حد میں داخل ہو جائے۔

فقہاء کا طریقہ اُس حدیث کی وجہ سے سُنت کے زیادہ موافق ہے، جو امام دار قطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کی ہے، جس میں اِن دونوں چیزوں کو گناہِ کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے اور اِن دونوں کا عطف "اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے" پر کیا ہے، اھ۔

تیسری تنبیہ:

۱۱۔ ہمارے علماء نے شراب پینے سے عدالت ساقط ہونے کی شرط ہمیشہ پینا رکھی ہے، حالانکہ یہ کبیرہ گناہ جس کے ایک مرتبہ کے ارتکاب سے ہی عدالت ساقط ہو جاتی ہے۔

جواب: علماء نے یہ شرط اس لیے رکھی ہے تاکہ اُس کی یہ عادت قاضی کے ہاں ظاہر ہو جائے، ورنہ صرف شراب پینے کی تہمت سے عدالت ساقط نہیں ہوتی۔

چوتھی تنبیہ:

۱۲۔ اسی طرح ہمارے علماء نے سود کھانے سے عدالت ساقط ہونے کی شرط مشہور ہونا رکھی ہے حالانکہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔

جواب: اس کا جواب بھی وہی ہے جو گزرا، اس لیے تاکہ اُس کی یہ عادت قاضی کے ہاں ظاہر ہو جائے۔

پانچویں تنبیہ:

۱۳۔ اسی طرح ہمارے علماء نے جمعہ ترک کرنے سے عدالت ساقط ہونے کی شرط یہ رکھی ہے کہ وہ بلا تاویل تین مرتبہ جمعہ ترک کرے، حالانکہ فرض کا ایک مرتبہ ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

جواب: اس کا جواب بھی وہی ہے جو گزرا، اس لیے تاکہ اُس کی یہ عادت قاضی کے ہاں ظاہر ہو جائے۔

چھٹی تنبیہ:

۱۴۔ اسی طرح ہمارے علماء نے بھوک سے زیادہ کھانے پر عدالت ساقط ہونے

کا کہاہے باوجود یہ بھوک سے زیادہ کھانا صغیرہ ہے[۷۰]، لہٰذا اِس پر اِصرار کرنا ضروری ہے[۷۱]۔

جواب: اس سبب سے عدالت ساقط کرنے والے کی دلیل یہ ہے کہ ہر گناہ عدالت ساقط کر دیتاہے اگرچہ صغیرہ بلا اِصرار ہو جیسا کہ "محیطِ برہانی" میں افادہ فرمایا اور یہ قول معتمد نہیں ہے۔

ساتویں تنبیہ:

۱۵۔ علماء نے بحرِ ہند میں سفر کرنے سے عدالت ساقط ہونے کا کہاہے۔

ظاہر یہ ہے کہ یاتو یہ مروت میں خلل ڈالنے کی وجہ سے ہے، یا گناہِ کبیرہ ہونے کی وجہ سے کیونکہ علماء کا قول ہے کہ یہ دنیا کی خاطر اپنی جان اور دین کو خطرے میں ڈالنا ہے[۷۲]۔

آٹھویں تنبیہ:

۱۶۔ علماء نے جھوٹی گواہی کے ساتھ ہر اُس گواہی کو شامل کیاہے جو باطل پر دی جائے جیسے جانوروں کی منڈیوں میں معاہدہ کر کے جبراً ٹیکس وصول کرنے والے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جو اس معاہدے کی گواہی دے، اُس پر لعنت برستی ہے[۷۳]۔

---

۷۰ "فتاویٰ رضویہ"، ج۲۳، ص۶۱۴۔۶۱۴، رسالہ: خیر الآمال فی حکم الکسب والسوال میں ہے:
"یوہیں پیٹ سے زیادہ چند لقمے کھانا جن کا معدے میں بگڑ جانا مظنون نہ ہو، مکروہِ تحریمی ہے۔ اسی طرح پیٹ سے اوپر اتنا کھانا جس سے معدے کے بگڑ جانے کا ظن ہو، حرام ہے"، ملتقطاً۔

۷۱ یعنی: بھوک سے زیادہ کھانا کھانے پر اِصرار کرنا، چاہے معدہ بگڑنا مظنون ہو یانہ ہو۔ مترجم

۷۲ دلیل یہ ہے: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ ترجمہ: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

۷۳ "تبیین الحقائق" میں ہے: یعنی: وہ لوگ جو ان منڈیوں میں جاکر جانور بیچنے والوں سے مال کا ایک حصہ جبراً ٹیکس وصول کرنے کا معاہدہ کرتے ہیں اور اس پر لوگوں کو گواہ بنالیتے ہیں، علماء فرماتے ہیں: جو =

نویں تنبیہ:

۱۷۔ علماء نے کفن بیچنے والے کی عدالت کو ساقط کیا ہے کیونکہ وہ لوگوں کے مرنے کی فکر میں رہتا ہے، پس یہ کبیرہ ہے[۴۷]۔

دسویں تنبیہ:

۱۸۔ ''فتاویٰ صغریٰ'' میں ہے: کسی راستے پر کچھ وقف کرنے والے کی گواہی مقبول نہیں کی جائے گی، کیونکہ یہ راستے کو مشغول کرنا ہے انتہی۔ یہ تقاضا کرتا ہے کہ یاتو یہ فی نفسہ کبیرہ ہے یا اِصرار کرنے کی وجہ سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔

گیارہویں تنبیہ:

۱۹۔ علماء نے تعصب کرنے کی وجہ سے بھی عدالت کو ساقط کیا ہے، اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یاتو یہ فی نفسہ کبیرہ ہے یا اِصرار کرنے کی وجہ سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔

بارہویں تنبیہ:

۲۰۔ شیخ شداد بن حکیم نے معروف شیخ کی گواہی اس وجہ سے رد کر دی تھی کہ انہوں نے مکہ مکرمہ کے راستے میں اپنے بیٹے کا کچھ مال خرچ کرنے کی وجہ محاسبہ کیا تھا، اھ۔ گویا یہ مروت میں خلل آنے کی وجہ سے تھا۔

تیرہویں تنبیہ:

۲۱۔عدالت ساقط ہونے کے لیے علماء نے گناہ صغیرہ میں اصرار کی شرط رکھی ہے

=

لوگ اس معاہدہ کے گواہ بنیں اُن پر لعنت برستی ہے، کیونکہ یہ باطل پر گواہی دینا ہے۔

[۴۷] اسی کے حکم میں گورکن کا بھی ہونا چاہیے، جو لوگوں کے مرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ مترجم

اور مروت میں خلل ڈالنے والے فعل کے ارتکاب میں اصرار کی شرط نہیں رکھی اگرچہ مباح ہی کیوں نہ ہو، اس بنا پر مروت میں خلل ڈالنے والی چیز کا ارتکاب کرنے والا نہ عادل ہے اور نہ فاسق۔

چودہویں تنبیہ:

۲۲۔ علماء کا اتفاق ہے کہ حدیث میں گناہِ کبیرہ کی تعداد کا عدد "سات(۷)" یا "نو(۹)" مذکور ہونا، حصر کے لیے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ گناہِ کبیرہ کی تعداد ستّر کے قریب ہے۔ اور حضرت سعید بن جُبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سات سو کے قریب ہیں، یعنی: اپنی انواع واصناف کے اعتبار سے، اھ۔

پندرہویں تنبیہ:

۲۳۔ فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے دل کے مذموم افعال کو صغائر میں شمار کیا ہے جیسے حسد۔ اور بہت سے فقہاء نے اس (فعلِ قلب) پر کتاب الشہادات میں خاموشی اختیار کی ہے۔ ہمارے نزدیک معتمد یہ ہے کہ صرف اِس کے ہونے پر مواخذہ نہیں ہے مگر جب اِس کے کرنے پر پُختہ عزم کرلے تو یہ صغیرہ ہو گا، یا اگر اس کے سبب کسی دوسرے شخص کو کسی قول یا فعل سے نقصان پہنچا تو کبیرہ ہو گا۔ دیلمی نے "مسند الفردوس" میں نقل کیا ہے: مسلمانوں میں بعض کا بعض دیگر پر گواہی دینا جائز ہے اور علماء میں بعض کا بعض دیگر پر گواہی دینا جائز نہیں کیونکہ یہ (آپس میں) حسد کرنے والے ہوتے ہیں، اھ۔

سولہویں تنبیہ:

۲۴۔ جو گناہِ صغیرہ ہم نے ذکر کیے ہیں ان میں سے کوئی ایک صغیرہ اُس وقت شمار ہوتا ہے کہ جب کرنے والا اس کے ارتکاب کو بڑا بھاری سمجھتا ہو اور اس کے انجام سے ڈرتا

ہو، ہاں اُس گناہ کو ہلکا جانتے ہوئے ارتکاب کرنا اُسے کبیرہ بنا دیتا ہے جیسا کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "احیاء العلوم" میں ذکر کیا ہے، اھ۔

سترہویں تنبیہ:

۲۵۔ گناہِ صغیرہ کو ہلکا جاننا کفر ہے جب کہ دلیلِ قطعی سے اُس کا ممنوع ہونا ثابت ہو[۷۵]۔

اٹھارہویں تنبیہ:

۲۶۔ صغیرہ پر اِصرار کی تعریف:

جمہور کے نزدیک اِصرار کی تعریف یہ ہے کہ گناہ، نیکیوں پر غالب آ جائیں اور یہی معتمد ہے جیسا کہ ہم نے "عدالت کی تعریف" میں بیان کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ صغیرہ کے ارتکاب پر ہمیشگی کرے، کسی ایک نوع یا مختلف انواعِ صغیرہ سے۔

ایک قول یہ ہے کہ ارتکابِ گناہ کی تکرار کرے، جس کی وجہ سے دین[۷۶] میں لاپرواہی اور کبیرہ کے ارتکاب کا تاثر ملتا ہو، اسی طرح مختلف صغیرہ گناہوں کے مجموعے کا ارتکاب کرے جس نے کسی ادنیٰ کبیرہ کا پتہ لگتا ہو، بعض نے اسے ترجیح دی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اُس گناہ کا ارتکاب کرے اور عزم یہ ہو کہ دوبارہ کرے گا اھ۔

اُنسیویں تنبیہ:

۲۷۔ جس نے صغیرہ کی نفی کرتے ہوئے یہ کہا کہ ہر گناہ کبیرہ ہے، جیسا کہ ہم

---

۷۵ اور وہ ضروریاتِ دین میں ہو، جیسا کہ "عرضِ مترجم" میں "فتاویٰ رضویہ" کے حوالے سے گزرا۔

۷۶ مطبوع ص ۳۷۱ پر "دین" کے بجائے "ذنب" ہے جو تصحیف ہے۔ مترجم

نے ذکر کیا، وہ یہ نہیں کہتا کہ ہر گناہ، عدالت ساقط کر دیتا ہے، اختلاف تو اِطلاق اور نام دینے میں ہے، اسی طرح "درر اللوامع" میں ہے۔ انتہی۔

بیسویں تنبیہ:

۲۸۔ ہمارے نزدیک ہر مکروہِ تحریمی، گناہِ صغیرہ ہے، جیسا کہ اِن کی تعداد سے مستفاد ہوتا ہے۔

اِکیسویں تنبیہ:

۲۹۔ "اصلاح الایضاح" میں جو لکھا ہے کہ "شراب پینا کبیرہ نہیں"، تو یہ لغزشِ قلم ہے، کیونکہ اس کو حدیثِ صحیح میں کبیرہ شمار کیا گیا ہے۔ دیلمی نے "مسندِ فردوس" میں روایت کیا ہے کہ شراب پینا کبیرہ گناہوں کی جڑ ہے، یہ خبائث کی جڑ اور ہر بُرائی کی چابی ہے" اھ۔

بائیسویں تنبیہ:

۳۰۔ توبہ کے بارے میں:

گناہ پر بحیثیتِ گناہ ندامت کرنا، دوبارہ اِس جیسے کام کی طرف نہ لوٹنے کا عزم کرنا اور اُسے چھوڑ دینا، نیز بندوں کے جو حقوق مارے انہیں کوشش کر کے لوٹانا اور عبادات میں جو کوتاہی کی اُس کی قضا کرنا توبہ کہلاتا ہے۔

۳۱۔ ہم نے مذکورہ تعریف میں "حیثیت" کی قید لگائی ہے، کیونکہ ارتکابِ گناہ پر اِس حیثیت سے ندامت کرنا کہ وہ بدن یا مال کے لیے نقصان دہ ہے، توبہ نہیں ہے۔

اس میں چند مسائل ہیں:

۱۔ بعض گناہوں پر اصرار کے باوجود بعض دیگر گناہوں سے توبہ کرنا صحیح ہے۔

۲۔ گناہ سے فوراً توبہ کرنا فرض ہے صغیرہ ہو یا کبیرہ، لہٰذا توبہ میں تاخیر کرنے

سے اس (تاخیرِ توبہ) کی توبہ بھی لازم ہو گی۔

۳۔ بار بار توبہ کر کے اسے توڑ دینے کے بعد بھی گناہوں سے توبہ کرنا صحیح ہے۔

۴۔ کبیرہ گناہ کو صرف توبۂ نصوح (سچی توبہ) ہی مٹاتی ہے، رہے صغیرہ گناہ تو اِن کو مٹانے والے بہت سے اعمال سُنت نبوی میں وارد ہوئے ہیں، ان میں پنج وقتہ نماز، نمازِ جمعہ، رمضان کے روزے، استغفار اور ایک قول کے مطابق کبیرہ گناہوں سے بچنا بھی شامل ہے۔

۵۔ کُفر سے توبہ کا مقبول ہونا بالاتفاق قطعی ہے اسی طرح ہمارے نزدیک گناہوں سے توبہ مقبول ہے، دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

وَ هُوَ الَّذِيۡ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ وَيَعۡفُوۡا عَنِ السَّيِّاٰتِ [الشوریٰ: ۴۲/ ۲۵]

ترجمہ: ”اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے در گزر فرماتا ہے“۔

حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس توبہ کا مقبول ہونا ظنی ہے اور اس کی تمام تفصیل ”مناسکِ کرمانی“ میں ہے۔

تنبیہ:

علماءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے کہ آیا حجِ مبرور کبیرہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے یا نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ نہیں ہوتا، نیز اُسے کفارہ ماننے والے کی مراد اس سے ہرگز یہ نہیں کہ حجِ مبرور اُن عبادات، مظالم اور دیون کی قضا کو ساقط کر دیتا ہے، جن کی ادائیگی لازم ہوتی ہے، بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ حجِ مبرور اُن چیزوں کی تاخیرِ قضا کے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے۔ لہٰذا جب وہ حج سے فارغ ہو جاتا ہے تو اُس سے اِن کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جاتا ہے، پس

اگر قدرت کے باوجود اِن کی ادائیگی نہ کرے تو بے شک اب یہ کبیرہ کا مرتکب ہوا۔ اسی طرح بعض علماء نے اِس پر تنبیہ کی ہے اور یہ یادرکھنے والی باتوں میں سے ہے، اھ[۷۷]۔

دیلمی نے ''مسندِ فردوس'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ''گناہ اس کے فاعل کے غیر پر نحوست ہے، اگر اُسے عار دلائی تو خود مبتلا ہو جائے گا اور اگر اُس کی غیبت کی تو گناہ گار ہو گا اور اگر اِس پر راضی رہا تو اِس (گناہ) میں شریک ہو گا''۔

چند احادیث:

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بمنزلۂ شہید ہے۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اُس نے گناہ کیا ہی نہ ہو، اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست بنالیتا ہے تو اُسے گناہ نقصان نہیں دیتا۔

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا

---

۷۷ حجِ مبرور کی نشانی یہ ہے کہ بندہ پہلے سے اچھا ہو کر واپس آئے۔ جو حاجی پاک مال، پاک کمائی، پاک نیت سے حج کرے اور اس میں لڑائی جھگڑے اور عورتوں کے سامنے تذکرۂ جماع اور ہر قسم کے گناہ و نافرمانی سے بچے، تو ادائیگیِ حج کے وقت تک جتنے گناہ کیے تھے، بشرط قبول سب معاف ہو جاتے ہیں، ہاں اگر بعد حج با وصف قدرت ان امور میں قاصر رہا تو یہ سب گناہ از سرنو اس کے سر ہوں گے کہ حقوق تو خود باقی ہی تھے ان کی ادا میں پھر تاخیر و تقصیر گناہ تازہ ہوئے اور وہ حج ان کے ازالہ کو کافی نہ ہو گا کہ حج گزرے گناہوں کو دھوتا ہے آئندہ کے لیے پروانہ بیقیدی نہیں ہوتا۔

(ملخص از ''فتاویٰ رضویہ''، ج۲۳، ص۴۶۶۔۴۶۹، رسالہ: اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد۔)

ایسا ہے جیسے اُس نے گناہ کیا ہی نہ ہو اور گناہ پر قائم رہتے ہوئے اُس کی بخشش چاہنے والا اپنے رب عزو جل سے ہنسی کرنے والے کی طرح ہے۔

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس میں تین خصلتیں ہوں گی، اللہ تعالیٰ اُس کا حساب آسانی سے لے گا اور اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ تم اُسے دو جو تمہیں محروم کرے، اُس سے جوڑو تو تم سے توڑے اور اُسے معاف کرو جو تم پر ظلم کرے۔

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس میں تین خصلتیں ہوں اللہ اُس کا حساب آسانی سے لے گا اور اُسے اپنی پناہ میں لے گا اور اُس پر اپنی رحمت کرے گا اور اُسے اپنے دوستوں میں داخل فرمائے گا۔ جسے کچھ ملے تو شُکر کرے، جب (بدلہ لینے پر) قادر ہو تو در گزر کرے اور جب غضب ناک ہو تو پردہ پوشی کرے۔

٦۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں اور تین نجات دینے والی۔ ہلاک کرنے والی یہ ہیں بخل جس کی فرمانبرداری کی جائے، وہ خواہشِ نفس جس کی پیروی کی جائے اور بندے کا خود پسندی کرنا۔ اور تین چیزیں نجات دینے والی یہ ہیں اللہ تعالیٰ کا خوف پوشیدہ اور علانیہ، فقر و تونگری میں میانہ روی اختیار کرنا اور غضب و رضا میں عدل کرنا۔

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عالم کا گناہ، ایک گناہ ہے اور جاہل کا گناہ، دو گناہ ہیں۔ عالم کو گناہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا اور جاہل کو گناہ کرنے اور علم نہ سیکھنے کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔

۸۔ حضرت سلمان اور انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک گناہ ایسا ہے جو بخشا نہ جائے گا، ایک گناہ ایسا ہے کہ چھوڑا نہیں جائے گا اور ایک گناہ ایسا ہے کہ قریب ہے کہ اللہ اسے بخش دے۔ وہ گناہ جو چھوڑا نہیں کیا جائے گا تو وہ آپس کے مظالم ہیں، رہا وہ گناہ جو بخشا نہیں جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کُفر[۸۷] کرنا ہے اور وہ گناہ جسے قریب ہے کہ اللہ بخش دے تو وہ بندے کا حقوقُ اللہ تعالیٰ میں سے کسی حق کی ادائیگی نہ کرنے کا گناہ ہے۔

۹۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم پر "لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ" اور استغفار کی کثرت کرنا لازم ہے، کیونکہ ابلیس نے کہا تھا: میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا تھا اور لوگوں نے مجھے "لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ" اور استغفار سے ہلاک کر دیا۔ پس جب میں نے یہ دیکھا تو انہیں خواہشاتِ نفس کے ذریعے ہلاکت میں ڈال دیا حالانکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں، پس استغفار نہیں کرتے، اھ۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالیٰ أَعۡلَمُ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلَّمَ تَسۡلِیۡمًا.

آمِیۡن یَا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ.

رسالہ ختم ہوا۔

---

۸۷ ایک نسخہ میں لفظ "شرک" ہے۔ مترجم